طریقۂ حج

TAHSIN

مولانا ابوالکلام آزاد

٧٨٦

فہرست مضامین

بار اوّل ——— سنہ ۱۹۶۶ء
تعداد ——— پانچ صد
قیمت ——— دو روپے

مطبوعہ:-
الہ آباد پریس، دہلی

ناشر:-
تاج پبلشنگ ہاؤس پوسٹ بکس نمبر ۱۶۵۱، مٹیا محل دہلی ۶

فصل ۷

اعلان تکمیل دین

باب ۳

تاریخ فرضیت حج کا ایک لمحۂ فکریہ

فصل ۱

حضرت ابراہیمؑ کی صدائے بازگشت

فصل ۲

بدعات و محدثات جاہلیت

اختتام

اندر ایک صدائے اجتماع بلند ہوئی اور نسل انسانی کے منتشر افراد کا ایک نیا گھرانا آباد کیا گیا۔ انسانی اجتماع و یگانگت کی یہ پکار صرف اتنا ہی نہیں چاہتی تھی کہ ملکوں کی سرحدیں اور جغرافیہ کی حدیں ایک دوسرے سے قریب ہو جائیں بلکہ اُس کا مقصد نسل انسانی کے بکھرے ہوئے دلوں اور برگشتہ رُوحوں کو ایک دوسرے سے جوڑ دینا تھا۔

اعتقاد روح کا ایمان ۔ یہ پکار سنی گئی۔ کرۂ ارضی کے سارے گوشوں اور خشکی اور تری کی ساری راہوں سے اس پکار کی بازگشت بلند ہوئی انجن اور برق کی برق رفتار سواریوں کے ذریعہ نہیں، تار اور لاسلکی کے گاڑے ہوئے ستونوں پر سے نہیں بلکہ دل کے اعتقاد اور روح کے ایمان کے ذریعہ اُس کی پکار سب نے سنی اور اُسکی پکار کا جواب سب کی زبانوں سے نکلا یہ اسلام کی پکار تھی، یہ اسلام کا فریضۂ حج تھا۔

انسانی اخوت کی اصلی صورت ۔ اُس نے ملکوں کو اکٹھا کر دیا قوموں کو جوڑ دیا۔ نسل اور زبان مکان کے سارے تفرقے دُور کر دیئے گورے کو کالے کے ساتھ اور پادشاہ کو فقیر بے نوا کے ساتھ ایک ہی مقام میں ایک ہی وضع ولباس میں ایک ہی صورت و اعتقاد کے ساتھ اس طرح جمع کر دیا کہ انسانی گمراہی کے بنائے ہوئے سارے امتیازات مٹ گئے۔ انسانی اُخوت و وحدت اپنی اصلی صورت میں بے نقاب ہو گئی

مُقدمہ ازمُصنّف

قوموں اور ملکوں کا تفرقہ اور دلوں کی دُوری۔ موجودہ زمانے کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بتلائی جاتی ہے کہ علوم و تمدّن کی ترقی اور سیر و حرکت کے حیرت انگیز وسائل نے قوموں اور ملکوں کا تفرقہ دُور کر دیا ہے، بحر و بر کے ڈانڈے مل گئے ہیں، اور ساری دُنیا ایسی ہو گئی ہے، جیسے ایک مُسلسل آبادی کے مختلف محلّے اور حصّے ہوتے ہیں!

لیکن اس پر بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ قوموں اور ملکوں کے مکان کا تفرقہ جس قدر کم ہوتا جاتا ہے، دل اور دماغ کا تفرقہ اتنا ہی بڑھتا جاتا ہے۔ جس قدر تیزی سے بیسویں صدی کی موٹریں اور طیّارے دَوڑ رہے ہیں اُتنی ہی تیزی سے قوموں کے دل بھی ایک دوسرے سے برگشتہ ہو رہے ہیں۔

بکھرے دلوں کو جوڑنا۔ لیکن اب سے[1] تیرہ سو برس پہلے جب دُنیا موجودہ زمانے کے تمام وسائل قرب و اجتماع سے محروم تھی، بحر احمر کے کنارے ریگستان عرب کے وسط میں حجاز کی چٹیل اور بے زراعت وادی کے

---

[1] سب سے پہلی مرتبہ یہ مقالہ ۲۴۔ جون سنہ ۱۹۲۷ء کو شائع ہوا۔

عربوں کا سرخ جُبّے پہنے جا رہا ہے اور ان کے ساتھ اقصائے افریقہ کا ایک جزائری بربر ہنس ہنس کر باتیں کر رہا ہے۔ تیسری طرف دو حبشی کھڑے ہیں اور ایک مصری طربوش اُن کے پیچھے نظر آ رہی ہے۔ اگر ان تمام قوموں کی آبادیاں جغرافیہ کے نقشے میں ڈھونڈھی جائیں تو کیسے کیسے عظیم سمندر اور بیکنار صحرا اُن میں حائل نظر آئیں گے۔ لیکن یہاں ان سب کو جمع کر دیا گیا ہے۔ سال کے اس موسم میں خود بخود دنیا کے تمام گوشے اس جگہ یکجا ہو جاتے ہیں۔ کیا آج دنیا کے کسی حصّے میں بھی ایسا منظر نظر آ سکتا ہے؟ کیا اس منظر سے بھی بڑھ کر کوئی منظر ہے جو انسانی اجتماع کی ایک عجیب و غریب قوت کا پتہ دے؟ میں سوچ رہا ہوں کہ کس کے ہاتھوں میں اُس رشتہ کا سرا ہے جس سے بحر و بر کے یہ تمام گوشے کھینچ لئے جا سکتے ہیں؟

اسلام کے ہاتھ میں! چھٹی صدی کے صحرائے عرب کا اسلام آج بھی انسانی اخوت کی سب سے بڑی زندہ قوت ہے۔

جدّہ سے خط۔ (ایک صاحب ۱۳۴۵ھ کا اجتماع دیکھ کر جدّہ سے رقمطراز ہیں)

"آج کل بحرِ احمر کا یہ ساحلی مقام تمام کرۂ ارضی کے انسانوں کا مرکز بن گیا ہے۔ خشکی اور تری دونوں راہوں سے قوموں اور ملکوں کے قافلے پہنچ رہے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جدّہ کی زمین شق ہو گئی ہے اور انسانوں کے انبوہ اُگل رہی ہے۔"

...... ایکدن میں نے مغرب کی نماز ساحل کی ریگ پر ادا کی، جہاں بعض روسائے جدہ نے کلب کیطرح ایک زنانہ اجتماع "نادی الصلوٰۃ" کے نام سے قائم کر رکھا ہے۔ نماز کے بعد جب میں لوٹا اور بازار کے قریب پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں برطانوی نمائندہ کے اسٹاف کے چند انگریز کھڑے بازار کے نظارہ میں غرق ہیں۔ ان میں ایک شخص رابرٹس نامی تھے جن سے میں .... ایک دو مرتبہ مل چکا تھا۔ میں نے اُن سے پوچھا۔ "آپ کس چیز کے نظارہ میں اس قدر دلچسپی لے رہے ہیں؟" اُنھوں نے کہا۔

انسانی اخوت کی زندہ قوت۔ "دیکھو یہ ہندستانیوں کا گروہ ہے یہ پانچ پست قد جاوی کھڑے ہیں۔ اُن کے ساتھ ایک چینی کی منگولین صورت دکھائی دے رہی ہے۔ دوسری طرف ایک ترکستانی کی سیاہ ٹوپی اور افغانی کی بڑی سی پگڑی ہے، اُن کے پیچھے ایک گروہ یمنی

خدا پرستی کا پہلا مُقدّس گھر - یہ پہلا گھر تھا جو خدا کی پرستش کیلئے بنایا گیا اور آج بھی دُنیا کے تمام بحر و بر میں صرف وہی ایک مقدس گوشہ ہے جو اولیاء الشیطان و اصحاب النار کی لعنت سے پاک ہے اور صرف خدا کے دوستوں اور اُسکی محبت میں دُکھ اُٹھانیوالوں کیلئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔

دُور دراز ملکوں سے اجتماع کی وجہ - سمندروں کو عبور کر کے، پہاڑوں کو طے کر کے، کئی کئی مہینوں کی مسافت چل کر دنیا کی مختلف نسلوں۔ مختلف رنگتوں۔ مختلف بولیوں کے بولنے والے اور مختلف گوشوں کے باشندے یہاں جمع ہوتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ سلافی یا ٹیوٹانیک نسل کی باہمی عداوتوں سے دنیا کیلئے لعنت بنیں۔ اسلئے نہیں کہ ایک انسانی نسل دوسری نسل کو بھیڑیوں کیطرح پھاڑ دے اور اژدہوں کیطرح ڈسے۔ اس لئے نہیں کہ خدا کی زمین کو اپنے ابلیسی غرور اور شیطانی بیداد کی نمائش گاہ بنائیں اسلئے نہیں کہ تیس تیس من کے گولے پھینکیں اور سمندر کے اندر ایسے جہنمی آلات رکھیں جو منٹوں اور لمحوں میں ہزاروں انسانوں کو نابود کر دیں، بلکہ تمام انسانی غرضوں اور مادی خواہشوں سے خالی ہو کر اور ہر طرح کے نفسانی ولولوں اور بہیمی شرارتوں کی زندگی سے ماوراء نوری جا کر صرف اُس خدائے قدّوس کو پیار کرنے کیلئے اُس کی راہ میں دکھ اٹھانے اور مُصیبت سہنے کیلئے اور اُس کی محبت و رأفت کو پکارنے اور بلانے کیلئے جس نے اپنے ایک قدوس دوست کی دعاؤں کو سُنا اور قبول کیا جبکہ نیکی کا

باب ۱

یوم الحج کا ورودِ مقدّس

فصل ۱

خدائے قدّوس کی یاد و پکار

عشقِ الٰہی کا سب سے بڑا گھرانا۔ آج ذوالحجہ[۱] کی پہلی تاریخ ہے اور ایک ہفتہ کے بعد تاریخ عالم کا وہ عظیم الشان روز طلوع ہونیوالا ہے جس کے آفتاب کے نیچے کرۂ ارضی کے ہر گوشے کے لاکھوں انسان اپنے خداوند کو پکارنے کیلئے جمع ہونگے اور ریگستان عرب کی ایک بے برگ و گیاہ وادی کے اندر خدا پرستی و عشق الٰہی کا سب سے بڑا گھرانا آباد ہوگا۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ (۲۲:۴۱)

وہ لوگ کہ اگر انہیں زمین میں قائم کردے تو ان کا کام صرف یہ ہوگا کہ صلٰوۃ الٰہی کو قائم کریں زکوٰۃ ادا کریں نیکی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں۔

---

[۱] ۱۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء کو سب سے پہلی مرتبہ یہ تحریر شائع ہوئی۔ اس سے مراد یکم ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۲ھ ہے۔

دعاؤں سے نشو ونما پائی جو صرف دعاؤں ہی کیلئے قائم کیا گیا جسکی ترکیب بھی اول سے لیکر آخر تک دعاؤں ہی کے مناسک سے ہوئی اور جو دعاؤں ہی کی لازوال طاقت سے قائم ہے ـــــ سب سے پہلی دعا وہ تھی جو اس گھر کی بنیاد رکھتے ہوئے خدا کے دو قدوس دوستوں کی زبان پر جاری ہوئی۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ، رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (۲: ۱۲۸-۱۲۹)	اے پروردگار! ہمیں اپنا اطاعت شعار بنا اور ہماری نسل سے ایک امت پیدا کر جو تیری مومن مسلم ہو اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتلا دے اور ہماری توبہ قبول کر لے۔ تو تو بہت ہی توبہ قبول کرنے والا ہے اور پھر اے پروردگار! ہماری نسل میں ایک اپنا رسول مبعوث کر جو اسکے آگے تیری آیتیں پڑھکر سنائے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔ اور ان کے اخلاق کا تزکیہ کر دے۔

قبولیت دعا۔ سر بیابان حجاز کے قدوس لم یزل نے یہ دعا قبول کر لی اور اپنی اس امت مسلمہ کو پیدا کیا جو فی الحقیقت وجود ابراہیم کے اندر پنہاں تھی۔

اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا (۱۶: ۱۲۰)	بیشک حضرت ابراہیم خلیل اپنے وجود واحد کے اندر ایک پوری قوم اور خدا پرست امت تھے۔

یہ گھرانا درحقیقت دنیا کی امامت اور ارض الہی کی وراثت کیلئے آباد کیا گیا تھا اور اس کا عہد میثاق روز اول ہی بندھ گیا تھا۔

اور جنگلوں اور دریاؤں کو قطع کرکے دیوانوں اور بے خودوں کی طرح یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ انھوں نے نہ صرف دنیا کے مختلف گوشوں کو چھوڑا، بلکہ دنیا کی خواہشوں اور ولولوں سے بھی کنارہ کش ہوگئے۔

دل سوختہ لوگوں کی بستی - اب یہ ایک بالکل نئی دنیا ہے جس میں صرف عشق الہٰی کے زخمیوں اور سوختہ دلوں کی بستی آباد ہوئی ہے۔ یہاں نہ نفس کا گزر ہے جو غرور بہیمی کا مبداء ہے اور نہ انسانی شرارتوں کو بار مل سکتا ہے جو خونریزی اور ظلم و سفاکی ہیں کرۂ ارضی کی سب سے بڑی درندگی ہے راز و نیاز عبد و معبود۔ یہاں صرف آنسو ہیں جو عشق کی آنکھوں سے بہتے ہیں صرف آہیں ہیں جو محبت کے شعلوں سے دھوئیں کی طرح اٹھتی ہیں صرف دل سے نکلی ہوئی صدائیں ہیں جو پاک دعاؤں اور پاک نداؤں کی صورت میں زبانوں سے بلند ہو رہی ہیں اور ہزاروں سال پیشتر کے عہد الہٰی اور راز و نیاز عبد و معبود ہی کو تازہ کر رہی ہیں: - لبیک - لبیک، اللّٰھم لبیک، لا شریک لک لبیک!

سرِ روحانیاں داری ولے خود را ندیدستی
بخواب خود درآ تا قبلۂ روحانیاں بینی!

فصل ۳

روحانی مجمع کی تاریخ حیات

قدوسی دوستوں کی دعا - یہ وہ مجمع ہے جسکی بنیاد دعاؤں نے ڈالی جسمیں

اجتماع لاہوتی کا ظہور یہیں دعاؤں کا یہ اجتماع لاہوتی امت مسلمہ کا یہ مجمع مبارک اور روحانیت مقدسہ ابراہیمیہ کا یہ مظہر عظیم و جلیل ترب ہے کہ اسی بیابان حجاز میں ظہور کرے جہاں خدائے ابراہیم و محمد (علیہما السلام) نے امامت خلافت الٰہی کیلئے اولین دعا کو سنا اور پھر ہمیشہ دعاؤں کے سننے اور اپنی پکاروں اور نداؤں کے بلند ہونیکے لئے اُسے برگزیدہ کر دیا۔

فصل ۴

تصور کوچ تیسری ذی الحجہ

روحانیت عظمیٰ۔ جس وقت...... ذی الحجہ کی تیسری تاریخ ہوگی (تو یہ) بادیہ نوردان عشق آباد حجاز کے قافلے کوچ کے لئے تیار ہونگے اس وقت کا تصور کرو وہ کیسا وقت عظیمہ ہوگا۔ جبکہ لاکھوں انسانوں کے اندر سے اُسوہ ابراہیمی کی روحانیت عظمیٰ اپنے خداوند کو بیقرارانہ پکاریگی، اور اُسکے مقدس عہد میثاق کا رشتہ تازہ ہوگا؟ لاکھوں سر ہونگے جو بے قرارانہ خداوند کے حضور جھکائے جائیں گے۔ لاکھوں پیشانیاں ہونگی جو اس کی چوکھٹ پر گرائی جائیں گی لاکھوں دل ہونگے جو اس کے نظارہ جمال کے عشق میں ڈوب جائینگے اور لاکھوں زبانیں ہونگی جن سے اس کے حضور میں دعائیں نکلیں گی۔

اطاعت شعاروں کی سرفرازی ظالموں کی محرومی۔ پس اس مقدس دعا کی قبولیت نے امت مسلمہ کو بھی قائم کیا، اور دنیا کے تزکیہ و تعلیم کتاب و حکمت کیلئے سلسلۂ ابراہیمی کے آخری رسول کو بھی مبعوث کیا۔ نیز جو امامت و پیشوائی اور خلافت فی الارض حضرت ابراہیم خلیل (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کو دی گئی تھی۔ اس کی وراثت انکی ذریت و نسل ٹھہرائی گئی۔ البتہ بموجب اپنے عہد کے ظالموں کو اس سے محروم کردیا گیا۔ اس نسل کے جو لوگ اپنے نفس پروری کیلئے ظالم ہوئے اور خدا کے مقدس نوشتوں کی اطاعت سے سرکشی کی۔ ان سے وہ امامت موعودہ بھی چھین لی گئی اور خلافت موہوبہ سے بھی محروم کردیئے گئے کہ "لاینال عہدی الظالمین!"

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ (۱۹-۵۹)	پھر ان کے بعد وہ لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے صلوٰۃ الٰہی کو برباد کردیا اور اپنی نفسانی خواہشوں کے بندے ہوگئے۔

اقبالمندی اور تصویر نامرادی۔ یہ دعاؤں کا وعدہ تھا جس کا ظہور ہماری اقبالمندی و کامرانی کی تاریخ ہے۔ اور اسی طرح یہ دعاؤں ہی کی ایک وعید بھی تھی جس کی سزائیں اور محرومیاں ہماری برگشتگی اور درماندگیوں کا ماتم ہیں وہ ہم ہی تھے جو انی جاعلک للناس اماما کے وارث ٹھہرائے گئے تھے، اور ہم ہی ہیں جو آج لاینال عہدی الظالمین کی تصویر نامرادی ہیں۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ	یہ سب کچھ ان اعمال کا نتیجہ ہے جو خود انھوں نے اختیار کئے ورنہ خدائے کریم تو اپنے بندوں کے لئے کبھی بھی ظالم نہیں ہوسکتا۔

نصب العین مومن ۔ ہاں، ہر مومن کو چاہیئے کہ وہ بکثرت دعاؤں میں ڈوب جائے۔ اور ان مقدس ایام کے اندر صدق دل سے توبہ کرے اور اپنے خداوند سے اپنا معاملہ درست کرے ــــــ یہ بڑا ہی سخت وقت ہے جسکی نوشتۂ الٰہی میں خبر دیگئی تھی۔ وہ وقت موعودہ اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ آگیا ہے اور زمین اپنے گناہوں کی پاداش میں الٹ دیگئی ہے۔ پس توبہ کرو اور اُسکے سامنے اپنی سرکشیوں کا سر مجرموں کیطرح ڈال دو، اور تڑپ تڑپ کروہ سب کچھ مانگو جسکو تمہارا دل چاہتا ہے، مگر تمہارے اعمال اسکے سزاوار نہیں ہیں۔

نفس پرستیوں کا گوسالہ ۔ تم اُسکے حضور حج کے دن اور عید کی صبح کو جبکہ خلیل اللہ نے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری رکھی تھی، مسکینوں اور لاچاروں کی طرح گر جاؤ، اپنی سرکشیوں اور نفس پرستیوں کے گوسالہ کو ذبح کردو۔

فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ ۔ (۲:‏۵۴)	تم نے بچھڑے کو معبود ٹھہرالیا تھا لہذا اب اُس کی پاداش میں اپنے نفسوں کو قتل کردو۔

اور گڑگڑا کر دعا مانگو کہ خداوندا، زمین کی سب سے بڑی مصیبت انسانی معصیت کے سب سے بڑے عذاب اور انقلاب اقوام و ملل کے سب سے زیادہ مہیب موسم کیوقت ابراہیم و اسمٰعیل کی ذریت کو نہ بھلا ہو اور ان کے گناہوں کو معاف کردیجیو!

فصل ۶
عید کے دن کی یاد

جمال عالم آرا کا جلوہ پھر اُس وقت ایسا ہوگا کہ دریائے محبت الٰہی جوش میں آئیگا ملائکہ مقربین اُسکے خلوت وصال کو اُسکے دوستوں کیلئے خالی کردینگے اور وہ اپنے جمال عالم آرا کے جلوے سے اس تمام محشر عشق و طلب کو ڈھانپ لیگا!

وقت عظیم کی غنیمت شماری۔ سو چاہیئے کہ اُس وقت عظیم و جلیل اور ایام الٰہیہ مخصوصہ کے حصول کو غنیمت سمجھو اور تم خواہ کہیں ہو اور کسی حال میں ہو، لیکن اپنی تمام قوتوں اور تمام جذبوں سے کوشش کرو کہ تمہاری دعائیں بھی اُن دعاؤں کے ساتھ شامل ہو جائیں اور تمہاری بے تابیاں اور بے قراریاں بھی ٹھیک اُسی وقت خدا کے حضور رحمت طلب ہوں کہ یہ وقت پھر نصیب آئیگا

فصل ۵

وقت کی اہم ترین ضرورت

اختتام روز ہجر اور عہد وصال کا آغاز۔ دنیا انقلاب و تجدد کے ایک عجیب عہد سے گزر رہی ہے اور نئے موسم کی علامتوں نے ہر طرف طوفانوں اور بجلیوں کی ایک قیامت کبریٰ بپا کر دی ہے۔ ممکن ہے کہ روز ہجر ختم ہونے والا اور عہد وصال کی ایک نئی رات شروع ہونیوالی ہو۔ بس ضرور ہے کہ دن بھر جن لوگوں نے غفلت کی ہے وہ اب عین شام کیوقت غفلت نہ کریں، کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ شام آگئی ہے اور چراغوں کا انتظام کرنا چاہیئے۔

ہم تجھ سے ہمیشہ بھاگے ہیں مگر اب ہم تیری طرف لوٹ آئینگے، کیونکہ ہمیں کہیں پناہ نہ ملی امن و ہدایت کی صدائے باز گشت تھا۔ تو ہمیں نیکی اور صداقت کیلئے چن لے اور اپنی ہدایت عدالت کی تبلیغ کا بوجھ پھر ہماری گردنوں پر ڈال، دنیا آج انتہائے ترقی کے بعد بھی امن کیلئے ایسی ہی تشنہ ہے جیسی ظہورِ صداقتِ کبریٰ کے اولین جہالت میں تھی۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (۷-۲۳)	اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کیا۔ اگر تو نے ہمارا قصور نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہمارے لئے بربادی کے سوا کچھ نہیں!
اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۳-۲۶)	خدایا! شاہی جہانداری کے مالک، تو جسے چاہے، ملک بخش دے جس سے چاہے ملک لے لے۔ جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلیل کر دے، تیرے ہی ہاتھ میں ہر طرح کی بھلائی کا سررشتہ ہے اور تیری قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں۔
رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۶۰-۴، ۵)	اے ہمارے پروردگار، ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا ہے تیری ہی طرف رجوع کرتے اور پھر تیری ہی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ پروردگار ہمیں کافروں کا تختۂ مشق نہ بنانا۔ پروردگار ہمیں بخش دے بےشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

دُعائے انابت - علی الخصوص عید کے دن جب اُسکے حضور کھڑے ہو تو اپنے گناہوں کو یاد کرو - تم میں ایک روح بھی ایسی نہ ہو جو تڑپتی نہ ہو اور ایک آنکھ بھی ایسی نہ ہو جس سے آنسوؤں کے چشمے نہ بہہ رہے ہوں۔ یاد رکھو کہ دل کی آہوں اور آنکھوں کے آنسوؤں سے بڑھ کر اُس کی درگاہ میں کوئی شفیع نہیں ہو سکتا پس جس طرح بھی ہو سکے، اپنے خدا کو راضی کرو اور اُسے منا لو، کیونکہ تم نے اپنی بد عملیوں سے اُسے غصہ دلایا اور اُسکے پاک حکموں کی پرواہ نہ کی، اور تم یوں پکارو کہ "اے ابراہیم اور اسمٰعیل کے خداوند، اور اے رسول امی کے پروردگار! ہمنے تیرے عہد کی پرواہ نہ کی اور اپنی بد اعمالیوں سے تیری مقدس زمین کو ملوث اور گھنونا کر دیا، لیکن اب ہم اپنی سزاؤں کو پہنچ چکے اور ہم نے بڑے سے بڑا دکھ اُٹھا لیا۔ ہم مثل یتیم لڑکوں کے ہو گئے ہیں جن کے والدین کو اُن سے جدا کر دیا گیا ہو، کیونکہ ہمارا خدا ہم سے راضی نہ رہا اور ہم غمگینی اور رسوائی کیلئے چھوڑ دیئے گئے۔ پر اے حیّ و قیوم! اب ہم پر رحم کر۔ ہمارے قصوروں کو معاف کر، اور ہم سے منہ نہ موڑ گو ہماری خطائیں بیشمار ہیں، لیکن ہم سب تیرے ہی نام لیوا کہلاتے ہیں اور تیری راہ میں دُکھ اُٹھانے کیلئے طیار ہیں! ؎

اگرنہ بہر من، از بہر خود عزیزم دار | کہ بندۂ خوبی و خوبی خداوند است

تو نہ ہم کو بھول جا - اے ستار و توّاب الرحیم! کیا ہمارا غم دائمی ہے؟ کیا ہمارے خزاں کے لئے کبھی بہار نہیں؟ اور کیا ہمارے زخم کے لئے کوئی مرہم نہ ہوگا؟ اے نسل ابراہیمی کے اُمیدگاہ! تو ہمیشہ کیلئے ہمیں نہ بھول اور ہمیں اپنی طرف لوٹا لے

فصل

رحمت باری کی فراوانی کا دن

تلاش مومن قانت اور دعوت الی اللہ (یوم الحج کا طلوع مقدس)

سال بھر میں عالم اسلامی کیلئے یہ ایک ہی موقع تنبیہ افکار و الفاظ ہمم و تحریک قلوب و استقبال وجوہ و احیاء ارواح و ذہاب الی اللہ کا آتا ہے جو فی الحقیقت دین الٰہی کے تمام آمال و اعمال کا مرکز و محور اور حلقہ بگوشان ملت حنیفی کیلئے مبداء تجدد و انقلاب ہے۔ جبکہ خدا اور اسکے بندوں کے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔ جبکہ اسکے حریم وصال کے دروازے کھل جاتے ہیں جبکہ اسکی رحمت و نصرت کے ملائکہ مسومین ایک ایک مومن قانت اور مسلم مخلص کے دل کو ڈھونڈھتے ہیں اور اسے خدا کی طرف لوٹ آنے کی دعوت دیتے ہیں کہ

يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

(۳۹-۵۳)

اے میرے غافل بندو کہ تم نے عہد عبودیت و نیاز کو توڑ کر خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ خواہ تمہاری بداعمالیاں کیسی ہی سخت ہو رہی ہوں، بایں ہمہ اگر اب بھی توبہ و انابت کا سر جھکا دو تو میں تمہارے تمام جرموں کو بخش دوں گا۔ کیونکہ میں بہت ہی بخشنے والا اور رحم فرما ہوں!

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (۲-۲۵۰)	اے پروردگار، ہم پر صبر انڈیل دے اور اپنی راہ میں ثابت قدمی عطا کر اور پھر ایسا کر کہ منکرین حق کے گروہ پر ہم فتحمند ہو جائیں۔
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (۱۰-۸۵)	پروردگار، ہمیں اس ظالم گروہ کیلئے آزمائشوں کا موجب نہ بنائیو۔ بلکہ اپنی رحمت سے ایسا کیجیو کہ اس کافر گروہ کے پنجہ سے نجات پا جائیں۔
رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ	خدایا، تونے فرعون اور اس کے سرداروں کو اس دنیا میں زیب و زینت کی چیزیں اور مال و دولت کی شوکتیں بخشی ہیں تو خدایا! کیا یہ اسلئے ہے کہ تیری راہ سے یہ لوگوں کو بھٹکائیں۔ خدایا ان کی دولت غارت کر دے اور انکے دلوں پر مہر لگا دے کہ اس وقت تک یقین نہ آئے۔ جبتک عذاب دردناک اپنے سامنے نہ دیکھ لیں
رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا (۷۱-۲۶)	خدایا! منکرین حق کا ایک گھر بھی زمین پر بسنے نہ پائے۔
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (۳-۸)	اے پروردگار! ہمیں سیدھے راستے لگا دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ڈانواں ڈول نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، یقیناً تو ہی ہے کہ بخشش میں تجھ سے بڑا کوئی نہیں،

اور زمین ماتم کرے، اگر مرغان ہوائی فغاں سنج ہوں اور سمندروں سے مچھلیاں غم کرنے کیلئے اچھل پڑیں، جب بھی اس کا ماتم ختم نہ ہوگا۔

.... کیونکہ تمہارا ماتم تمام دنیا کا ماتم ہے، اور چراغ کے بجھنے کا رونا چراغ پر رونا نہیں ہے۔ بلکہ گھر کی تاریکی پر رونا ہے تم دوسروں کی بیداری کے افسانے سن کر ترانہ سنج مدح و ثنا ہوتے ہو مگر اپنے بخت خفتہ و طالع گم گشتہ کو نہیں ڈھونڈھتے کہ وہ کہاں گم ہو گیا ہے؟

فآہ، آہ۔ ثم آہ، علیٰ ما فرطتم فی جنب اللہ

درازی شب و بیداری من این ہمہ نیست — ز بخت من خبر آرید تا کجا خفت است؟

فصل ۸

خدائے قدوس سے صلح

نصرت خداوندی کی دامنگیری۔ جو جنگ تم میں اور تمہارے پروردگار کے درمیان جاری ہے، اُس کی صلح کی کوئی تدبیر نکالو۔ اگر تم نے اُس سے صلح کر لی تو پھر اُس کی تمام دنیا میں کوئی بھی نہیں ہے جو تم سے برسر پیکار ہوگا۔ من لہ المولیٰ فلہ الکل

اِن یَنصُرکُمُ اللہُ فَلَا غَالِبَ لَکُم	اگر اللہ تمہیں غلبہ و نصرت عطا فرمائے تو پھر تم پر
وَاِن یَخذُلکُم فَمَن ذَا الَّذِی	کوئی دنیوی طاقت غالب نہیں آسکتی۔ لیکن

باز آ باز آ، ہر آنچہ ہستی باز آ　　گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نو امیدی نیست　　صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

محرومی از برکاتِ وقتِ محبیب۔ اے عزیزانِ غفلت شعار، اے بقیۂ ماتم گزارانِ قافلۂ ملت! تمہاری غفلتوں پر حسرت۔ تمہاری سرشاریوں پر صد افسوس اور تمہاری عزائم فراموشیوں پر صد ہزار آہ و ماتم۔ اگر تم اس وقت عظیم و محبیب کی برکتوں سے محروم رہو۔ (اور اگر) تم اپنے دلہائے مجروح اور ارواح مضطر کو خونباری و دجلہ ریزی کے لئے تیار نہ کرو۔

جنگ اور صدیوں کی جنگ۔ تم کو اُس جنگ کی بھی کچھ خبر ہے جو دُنیا کی سب سے بڑی ضعیف ہستی اور سب سے بڑی لازوال طاقت کے درمیان صدیوں سے جاری ہے۔ جو تم میں اور تمہارے خدائے قاہر قیوم میں برپا ہے جس میں آج تک کسی بڑی سے بڑی قوت نے بھی فتح نہ پائی اور جس کی آخری شکست بڑی ہی الیم و معذّب ہے۔

تم اُس فاطر السمٰوات والارض کی لایزال و لم یزل طاقت پر ایمان نہیں لاتے۔ تم کو یاد نہیں آتا کہ تم اس شہنشاہ ارض و سما سے سرکش ہو گئے ہو، جو اپنی ایک نگہِ مشیت سے تمام نظام ارضین و سماوات کو اُلٹ دے سکتا ہے۔

بختِ خفتہ و طالعِ گم گشتہ۔ آہ، تمہاری غفلتوں پر اگر آسمان روئے

کے تذکارِ عظیمہ کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھتا۔ اور عالمِ ایمان اسلام کو اُس کی طرف دعوت دیتا ہے؟

اگر چشمِ حقیقت باز اور سامعۂ بصیرت وا ہو، تو اس ابراہیم کدۂ حجاز کا ایک ایک ذرّہ آج اس واقعۂ کبریٰ اور آیت عظمیٰ کا افسانۂ حقیقت بیان کر رہا ہے۔ اور ملاءِ اعلیٰ اور عالمِ قدس کا ایک ایک گوشہ عشقِ ابراہیمی و ایثارِ اسمٰعیلی کے غلغلہ روحانیت سے گونج رہا ہے۔

شدیم خاک ولیکن ببوئے تربتِ ما
تواں شناخت کزیں خاک مردمی خیزد

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا (۵۰:۱۹)

اُن میں سے ہر ایک کو ہم نے نبوت دی تھی، اور اپنی رحمت کی بخشش سے سرفراز کیا تھا۔ نیز اُن سب کے لئے سچائی کی صدائیں بلند کر دیں (جو کبھی خاموش ہونے والی نہیں)

فدیۂ ذبحِ عظیم ۔ یہ دراصل حقیقت اسلامی کی اُس عظیم الشان قربانی کی یادگار ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے جذبات و محبت ماسوی اللہ کی اور

يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ	اگر وہی تمہیں ٹھکرا دے تو پھر دنیا میں کون ہے جو خدا کے بعد تمہاری مدد کرسکتا ہے؟ پس اللہ

ہی کی ذات ہے جس (۳ : ۱۶) پر اہل ایمان بھروسہ کرتے ہیں۔

آتشکدۂ محبّت کا اشتعال۔ تم ایک نظر میدان عرفات و منا کے اس سروپا برہنہ گروہ پر ڈالو، جو سلافی یا ٹیوٹانیک نسل کی مسابقت کے لئے نہیں بلکہ کلمۂ حق کی عظمت اور خدائے واحد کی پرستش و محبت کے لئے جمع ہو رہا ہے۔

اللہ کے خوف اور اُس کی جستجو نے خود ان کے اندر ایک آتشکدۂ محبّت مشتعل کر دیا ہے اور اُس کا دھواں والہانہ صداؤں اور بیقرارانہ فریادوں کی صورت میں اُن کی زبانوں سے اُٹھ رہا ہے ؎

جمال کعبہ مگر عذر رہروان خواہد ۔ کہ جانِ خستہ دلاں سوخت در بیابانش

فصل ۹

تذکار اسوۂ براہیمی

عشق وایثار کی گونج۔ اور دیکھو یہ مجمع مقدس والٰہی کس واقعۂ کبریٰ کی یادگار ہے، اور کس عہد و میثاق خداوندی

جس کی ہر مسلمان شوق و ذوق سے طیاری کرتا ہے - فی الحقیقت اسلام کی حقیقت اعلیٰ کی ایک تمثیل ہے جس کے پردے میں بتلایا گیا ہے کہ ایمان باللہ کا دار و مدار قربانی اور خون شہادت پر ہے، اور جب تک یہ مقام ذہاب الی اللہ اور جہادِ فی سبیل اللہ حاصل نہ ہو، اس وقت تک کوئی ہستی مومن و مسلم نہیں، ہوسکتی!

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

(۹:-۲۴)

(اے پیغمبر!) مسلمانوں سے کہہ دے :- اگر ایسا ہے کہ تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہاری برادری، تمہارا مال جو تم نے کمایا ہے، تمہاری تجارت جسکے مندا پڑجانے سے ڈرتے ہو، تمہارے رہنے کے مکانات جو تمہیں اس قدر پسند ہیں، یہ ساری چیزیں تمہیں اللہ سے، اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہیں- (تو کلمۂ حق تمہارا محتاج نہیں!) انتظار کرو- یہاں تک کہ جو کچھ حکم اسے کرنا ہے وہ تمہارے سامنے لے آئے، اور اللہ تعالے کا مقررہ قانون ہے کہ وہ فاسقوں پر (کامیابی و سعادت کی راہ نہیں) کھولتا۔

حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنی جان و نفس کی ٹھیک اسی ریگستان میں کی تھی، اور جو تمام نسلِ ابراہیمی و اسمعیلی کی رُوحانی قربانی کے فدیہ کے بعد قبول کر لی گئی کہ فی الحقیقت یہی فدیہ ذبح عظیم تھا۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ، وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ! قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا، اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ، اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ، وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ (۳۷ - ۱۰۳/۱۰۷)

اور جبکہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل، دونوں بر اطاعت فدیت اسلامی طاری ہوگئی۔ اور حضرت ابراہیم نے جوش قربانی میں اپنے محبوب فرزند کو ماتھے کے بل گرا دیا تاکہ راہ حق میں ذبح کر ڈالیں تو اُسوقت ہم نے پکارا کہ اے ابراہیم بس کرو۔ بلا شبہ تم نے اپنے رویاء دفتر کو پورا کر دکھلایا۔ ہم اسی طرح ارباب حق و احسان کو اُن کی جان فروشیوں اور قربانیوں کا صلہ دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے یہ قربانی اس طرح قبول کر لی کہ اس کے فدیے میں ایک بہت ہی عظیم الشان اور دائمی قربانی قرار دے دی!

ایمان باللہ کا دار و مدار۔ یہ قربانی جس کا خون ہر سال میدان منیٰ میں جوش زن ہوتا ہے اور یہ ذبح عظیم

جلال و قدوسیت کا نشیمن - چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کیا اور حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کی نسل روحانی و جسمانی کو دنیا کی امامت عطا فرمائی۔ پہلے اس کا ظہور بنی اسرائیل کی خلافت و امامت کی صورت میں ہوا، اور پھر جب یروشلم کا ہیکل اور شام کے مرغزار اس کی محبت و اطاعت کے سبزہ زار نہ رہے تو اس نے بنی اسمٰعیل کی قربان گاہ عرب اور وادی بطحا و یثرب کے ریگستانوں کو اپنے جلال و قدوسیت کا نشیمن بنایا۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (۱۰:۱۴) | اور پھر ان کے بعد ہم نے تمہیں زمین کی خلافت عطا کی، تاکہ دیکھیں کہ دیکھیں، تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں؟

ایفائے عہد و وعید غمگینی - سوائے پیروان دین براہیمی! و اے وابستگان نسل اسمٰعیلی، اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کا وعدہ بھی پورا ہو چکا، اور لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ کی وعید کی غمگینی و رسوائی بھی تم دیکھ چکے۔

وَصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا (۲۰-۱۱۳) | اور ہم نے قرآن حکیم میں اپنی وعید اور اس کے نتائج بیان کر دیئے۔ تاکہ لوگ ڈریں یا اس کی وجہ سے ان کے دلوں میں عبرت و بصیرت پیدا ہو۔

فصل ا

میثاق ابراہیمی کی یادگار

امامت و خلافت اُمّتِ مسلمہ کا عہد - اور یہ یوم الحج کا حادثہ درحقیقت اُس وعدۂ الٰہی اور عہد و میثاق ربانی کی یادگار ہے جو حضرت ابراہیمؑ سے اُمّت مسلمہ کی امامت وخلافت فی الارض کے لئے خدا نے باندھا تھا۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ

(۲:۱۲۴)

اور جبکہ ابراہیم کو اُسکے پروردگار نے حقیقت اسلامی کی قربانی اور معرفتِ دین فطری کی چند آزمائشوں میں ڈالا اور اُس نے انہیں پورا کیا یعنی اپنے جگر گوشے کے گلے پر چھری رکھدی اور چاند اور سورج اور تمام مظاہر خلقت مادیت سے منہ موڑ کر صرف دین فطری الٰہی کی طرف متوجہ ہوگیا تو اُس وقت ہم نے اسے بشارت دی کہ آج سے تمہیں انسانوں کی امامت وخلافت عطا کی جاتی ہے۔ اس پر حضرت ابراہیمؑ نے سوال کیا کہ "اور میری نسل کو بھی؟" فرمایا کہ ہاں مگر اُن کو نہیں جو ہمارے عہد و میثاق کی پرواہ نہ کریں اور اُسے ظالمانہ توڑ دیں۔

حقیقتِ اسلامی کی قربانی ۔ تم دنیا کے تغیرات اور نقشۂ امن و جنگ کی تبدیلیوں میں محو ہوگئے ہو۔ مگر تم خود اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتے، جس سے تمام عالم کی تبدیلی وابستہ ہے؟ اس تبدیلی کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ حقیقتِ اسلامی کی اُس قربانی کو اپنے روح و قلب پر طاری کرو جس کی یادگار میں ہر سال تمہارا ہاتھ ظاہری قربانی کی چھری پکڑتا ہے۔ اور تم خدا کے حضور خون بہاتے ہو۔

محبوبات ومطلوبات سپردِ خدا ۔ پھر اُس کے ساتھ ہی اللہ کے حضور گر جاؤ۔ اپنے تمام اعمالِ زندگی کے اندر اُس کے مقدس حکموں کے عشق واطاعت کی روح پیدا کرو۔ توبہ و انابت کے آنسو بہا کر اور عجز و بے قراری کی تڑپ پیدا کرکے اُس کے سامنے مجرموں کی طرح خاکِ عجز و نیاز پر لوٹو اور اپنی جانوں کو، اپنے مال و متاع کو، اپنے اہل و عیال کو اپنی تمام محبوبات و مطلوبات کو، اُس کے لئے اُس کے کلمۂ مقدس کے لئے اس کی ملت مرحومہ کے لئے اور اُس کی صداقت اور عدالت کے لئے اُس کے سپرد کردو۔

قبولیت بخشنے والا خُدا ۔ وہ خدا جس نے ابراہیمؑ کی

وعدہ اور وعید کی یاد تازہ - یہ یوم الحج کا آفتاب ہر سال اس لئے فاران کی چوٹیوں اور جبل رحمت کی وادیوں پر طلوع ہوتا ہے، تاکہ اُس وعدہ و وعید کی یاد تازہ کرے، اور اس امت مسلمہ کو میثاق الٰہی یاد دلائے جس کا ظہور اسی بیابانِ حجاز کی دعاؤں سے ہوا تھا -

فصل ۱۱

امامتِ ارضی کی میراث

گم کردہ رحمتوں کی تلاش - پس وہ دن آگیا اور خدا کی رحمتوں اور برکتوں کی سب سے بڑی گھڑی تمہارے سامنے ہے -

یہی وہ وقت ہے کہ اُمت مسلمہ آخری مرتبہ اپنے عہد و میثاق کو یاد کرے اور جبکہ خدا کے قہر نے زمین کے فساد کو ڈھانپ لیا ہے تو وہ اُس کی گم کردہ رحمتوں اور برکتوں کی تلاش میں نکلے -

باب ۲

مقاصدِ حج کا لُبِ لُباب

فصل ۱

عباداتِ اسلامیہ کی امتیازی خصوصیت

نماز۔ دُنیا کے تمام مذاہب میں اسلام کی ایک مابہ الامتیاز خصوصیت یہ ہے کہ اُس نے تمام عبادات و اعمال کا ایک مقصد متعین کیا۔ اور اُس مقصد کو نہایت صراحت کے ساتھ ظاہر کر دیا۔ نماز کے متعلق تصریح کی۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (۲۹:۴۵) | نماز ہر قسم کی بداخلاقیوں سے انسان کو روکتی ہے۔

دعا سنی۔ جس نے اسمٰعیلؑ کی قربانی کو قبول کیا۔ جس نے وادی غیر ذی زرع کو ظہور رسالت کبریٰ سے مرکز مشارق و مغارب و مجمع اولین و آخرین بنایا، اگر تمہاری بداعمالیوں اور سرکشیوں کی وجہ سے تمہیں ٹھکرا سکتا تھا۔ تو آج وہ تمہیں پیار بھی کر سکتا ہے تمہاری دعاؤں کو بھی سن سکتا ہے۔

کھوئی ہوئی میراث کی واپسی - پس توبہ کرو۔ اپنے عزائم و اعمال مقدسہ کو زندہ کرو۔ دعائیں مانگو۔ اور خداوند حجاز کو پکارو۔ تا تمہاری کھوئی ہوئی میراث پھر تمہیں واپس مل جائے تمہارے غمگینی کے دن ختم ہوں اور لَا یَنَالُ عَہْدِی الظّٰلِمِیْنَ کے زمرے سے نکل کر اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کے حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ۔

ذَالِکَ یُوْعَظُ بِہٖ مَنْ کَانَ مِنْکُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ! ذَالِکُمْ اَزْکٰی لَکُمْ وَاَطْہَرُ

(۲۳۲-۲)

تم میں سے ہر اس انسان کو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ اس حکم کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے! اسی بات میں تمہارے لئے زیادہ برکت اور زیادہ پاکیزگی ہے۔

فصل ۲

حج اور تجارت بین المللی

مقصد خصوصی۔ اس (مذکورہ) آیت میں قرآن حکیم نے جن فوائد کو حج کا مقصد قرار دیا ہے۔ اُن سے اجتماعی و اقتصادی فوائد مراد ہیں۔ اور یہ حج کا ایک ایسا اہم مقصد ہے کہ ابتداء میں جب صحابہ کرام نے دینی مقاصد کے منافی سمجھ کر اسے بالکل چھوڑ دینا چاہا تو اللہ نے ایک خاص آیت نازل فرمائی۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ (۲:۱۹۸)	اگر زمانہ حج میں تجارتی فوائد حاصل کرو تو اس میں مذہب کا کوئی نقصان نہیں۔

اقتصادیات و تمدن عرب۔ قرآن حکیم کا عام طرز خطاب یہ ہے کہ وہ جزئیات سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرتا اس کی توجہ ہمیشہ اہم باتوں کی طرف مبذول رہتی ہے اس بنا پر خداوند تعالیٰ نے جس قسم کی تجارت کو حج کا مقصد قرار دیا ہے

روزہ:- روزہ کے متعلق فرمایا۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ - (۲-۱۸۳)	روزے کے ذریعہ تم پرہیزگار بن جاؤگے۔

زکوٰۃ- زکوٰۃ کی نسبت بیان کیا۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا (۹-۱۰۳)	اُن کے مال و دولت میں سے ایک حصہ بطور صدقہ کے لے لو، کیونکہ تم اس کے ذریعہ اُن کے بخل اور حرص و طمع کی بداخلاقیوں سے پاک وصاف کرسکو گے۔

صدقہ- احادیث نے اس سے زیادہ تصریح کر دی ہے۔

الصدقہ اوساخ المسلمین تؤخذ اغنیائھم وترد الیٰ فقراءھم	صدقہ مسلمانوں کے دل کا میل ہے اُن کے دولتمندوں سے لے کر اُن کے محتاجوں کو دے دیا جاتا ہے۔

حج- اسی طرح خداوند تعالیٰ نے حج کے فوائد و منافع کو بھی نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا۔

لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ - (۲۲:۲۸)	حج کا اصلی مقصد ہے کہ لوگ اپنے اپنے فوائد کو حاصل کریں اور اس کے ساتھ ہی چند مخصوص دنوں میں خدا کو یاد بھی کرلیا کریں۔

تمدن کی منفعت عظیمہ پس اس آیت کریمہ میں جن اقتصادی و تجارتی فوائد کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ ایک وسیع بین المللی تجارت کا قیام تھا۔ ورنہ اہل عرب جس قسم کی تجارت کرتے تھے، وہ تو ہر حالت میں قائم رکھی جا سکتی تھی اور قائم تھی۔

البتہ تجارت بین الاقوام کا سلسلہ بالکل قیام امن و بسط عدل و اجتماع عام پر موقوف تھا، اس لئے جب کامل امن و امان ہو گیا اور حج نے راستے کے تمام نشیب و فراز ہموار کر دیئے، تو اس وقت خدا نے مسلمانوں کو تمدن کی اس منفعت عظیمہ کی ترغیب عام دی۔

اور اُس کی ترغیب و حوصلہ افزائی کی۔ وہ عرب کی اقتصادی تمدنی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ تھا۔

عرب اگرچہ ایک بادیہ نشین اور غیر متمدن قوم تھی تاہم معاش کی ضرورتوں نے اُس کو تمدن کی ایک عظیم الشان شاخ یعنی تجارت کی طرف ابتدا ہی سے متوجہ کر دیا تھا۔ قریش کا قافلہ عموماً شام وغیرہ کے اطراف میں مال لے کر جایا کرتا تھا۔ اور ان لوگوں نے وہاں کے رہنے والوں سے مستقل طور پر تجارتی تعلقات پیدا کر لئے تھے۔ خود مکہ کے متصل عکاظ اور ذوالمجاز وغیرہ متعدد بازار قائم تھے، اور روزہ حج کے زمانے میں اچھی خاصی تجارتی منڈی بن جاتے تھے۔

تجارت بین الاقوام کا قیام۔ پس اہل عرب کو نفس تجارت کی طرف متوجہ کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ لیکن اسلام جو عظیم الشان و عالمگیر مدنیت پیدا کرنا چاہتا تھا، اُس کی گرم بازاری کے لئے عکاظ، ذوالمجنہ اور ذوالمجاز کی وسعت کافی نہ تھی۔ وہ دُنیا کی تمام متمدن قوموں کی طرح تجارت بین الاقوام کا مستقل سلسلہ قائم کرنا چاہتا تھا، کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ عنقریب آفتاب اسلام حجاز کی پہاڑیوں سے بلند ہو کر تمام بحر و بر پر چمکنے والا ہے۔

تھی جس کا تعلق ہر شخص کے ساتھ تھا اور اس کے فوائد و منافع
عام طور پر سمجھ میں آسکتے تھے، اس لئے خدا نے اُس کو
نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا۔

لیکن حج کا ایک اہم مقصد اور بھی تھا جس کو اگرچہ
صراحتاً بیان نہیں کیا گیا۔ لیکن قدم قدم پر اُس کیطرف
اس کثرت سے اشارے کئے کہ اگر اُن تمام آیتوں کو جمع کر دیا
جائے تو کئی صفحے صرف انہی سے لبریز ہو جائیں۔

باوجود ابہام حقیقت بے نقاب حقائق و معارف
الٰہیہ کے اظہار میں قرآن حکیم نے عموماً اسی قسم کا طرز خطاب
اختیار کیا ہے۔ جس سے باوجود ابہام کے حقیقت کا چہرہ
بالکل بے نقاب ہو جاتا ہے۔ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا
الْعَالِمُونَ!

ارشاد و ہدایت کا بین المللی مرکز۔ سفر حج درحقیقت
انسانی ترقیوں کے تمام مراحل کا مجموعہ ہے۔ اس کے ذریعہ
انسان تجارت بھی کر سکتا ہے، علمی تحقیقات بھی کر سکتا ہے
جغرافیہ اور سیاحت علمیہ کے فوائد بھی حاصل کر سکتا ہے
مختلف قوموں کے تمدن و تہذیب سے آشنا بھی ہو سکتا ہے

فصل ۳

مقاصدِ اعلیٰ و حقیقیہ

مطالب قرآن کا عام و خاص طرزِ خطاب۔ لیکن اس تصریح و توضیح کے علاوہ قرآن حکیم کا ایک طرزِ خطاب اور بھی ہے جو صرف خواص کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ قرآن حکیم کا عام اندازِ بیان یہ ہے کہ وہ جن مطالب کو عام طور پر ذہن نشین کرنا چاہتا ہے، یا کم از کم وہ ہر شخص کی سمجھ میں آسکتے ہیں اُن کو تو نہایت کھلے الفاظ میں ادا کر دیتا ہے لیکن جب مطالب دقیقہ کے مخاطب صرف خواص ہوتے ہیں اور وہ عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آسکتے، اُن کو صرف اشارات و کنایات میں ادا کرتا ہے۔

اہم ترین مقصد۔ مقاصد حج میں تجارت ایک ایسی چیز

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔

(۲: ۱۲۸)

اے پروردگار! (اپنے فضل و کرم سے) ہمیں ایسی توفیق دے کہ ہم سچے مُسلم (یعنی تیرے حکموں کے فرماں بردار) ہو جائیں۔ اور ہماری نسل میں سے بھی ایک ایسی اُمت پیدا کردے جو تیرے حکموں کی فرماں بردار ہو۔ خدایا ہمیں ہماری عبادت کے (سچے) طور طریقے بتلا دے۔ اور ہمارے قصوروں سے درگزر کر۔ بلاشبہ تیری ہی ذات ہے جو رحمت سے درگزر کرنے والی ہے اور جس کی رحمانہ درگزر کی کوئی انتہا نہیں

آب و ہوا کا اثر۔ لیکن جس قالب میں قومیت کا ڈھانچہ تیار ہوتا ہے۔ اُس میں دو قوتیں نہایت شدت اور وسعت کے ساتھ عمل کرتی ہیں۔ آب و ہوا اور مذہب۔ آب و ہوا اور جغرافیانہ حدود طبیعیہ اگرچہ قومیت کے تمام اجزاء کو نہایت وسعت کے ساتھ احاطہ کر لیتے ہیں، لیکن اُن کے حلقہ اثر میں کوئی دوسری قوم نہیں داخل ہو سکتی۔

مذہب کا حلقۂ اثر۔ یورپ اور ہندوستان کی نتائج

قومیت نے صرف ایک محدود حصۂ دنیا میں نشو و نما پائی ہے۔ اور آب و ہوا کے اثر نے اُن کو دنیا کی تمام قوموں سے بالکل الگ

اُن میں باہم ارتباط و علائق بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ اشاعت مذہب و تبلیغ حق و معروف کا فرض بھی انجام دے سکتا ہے سب سے آخر اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمام عالم کی اصلاح و ہدایت و انسداد مظالم و فتن۔ و قلع و قمع کفار و مفسدین و اعلان جہاد فی سبیل الحق و العدالت کے لئے بھی وہ ایک بین المللی مرکز و مجمع عموم اہل ارض کا حکم رکھتا ہے۔

فصل ۴

اُمّتِ مُسلمہ کی قومیّت

تمام ترقیوں کا سنگ بنیاد۔ لیکن ان تمام چیزوں سے مقدم اور ان تمام ترقیوں کا سنگ بنیاد ایک خاص امّت مسلمہ اور حزب اللہ کا پیدا کرنا اور اس کا استحکام و نشو و نما تھا۔

حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نے حج کا مقصد اولین اسی کو قرار دیا تھا۔

اِذْ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَوَصّٰی بِھَآ اِبْرٰھٖمُ بَنِیْہِ وَیَعْقُوْبُ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔

(۲-۱۳۱-۱۳۲)

جبکہ ابراہیمؑ سے اُس کے خدا نے کہا کہ صرف ہماری ہی فرماں برداری کرو، تو انھوں نے جواب دیا کہ میں مُسلم ہوا پروردگارِ عالم کے لیے۔ اور پھر اسی طریقۂ اسلامی کی انھوں نے اور یعقوبؑ نے اپنی نسل کو وصیت کی اور کہا کہ خدا نے تمہارے لیے ایک نہایت برگزیدہ دین منتخب کردیا ہے۔ تم اُس پر عمر بھر قائم رہنا اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔

فصل ۵

قومیتِ جدید کی نشتِ اُولیٰ

ظہور و تکمیل کا مقدس آشیانہ لیکن جماعت عموماً اپنے مجموعہ عقائد کو مجسّم طور پر دنیا کے فضائے بسیط میں دیکھنا

نخالف کر دیا ہے۔ لیکن مذہب کا حلقہ اثر نہایت وسیع ہوتا ہے وہ
ایک محدود قطعۂ زمین میں اپنا عمل نہیں کرتا، بلکہ دنیا کے ہر حصے
کو اپنی آغوش میں جگہ دیتا ہے۔ کرۂ آب و ہوا کا طوفان خیز تصادم
اپنے ساحل پر کسی غیر قوم کو آنے نہیں دیتا۔ مگر مذہب کا ابر کرم
اپنے سائے میں تمام دُنیا کو لے لیتا ہے۔

عظیم الشان قومیت کا مایۂ خمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام

جس عظیم الشان قوم کا خاکہ تیار کر رہے تھے، اُس کا مایۂ خمیر
صرف مذہب تھا۔ اور اُس کی روحانی ترکیب، عنصر آب و ہوا
کی آمیزش سے بالکل بے نیاز تھی۔ جماعت قائم ہو کر اگرچہ ایک
محسوس مادی شکل میں نظر آتی ہے۔ لیکن درحقیقت اُس کا نظام
ترکیبی بالکل روحانی طریقہ پر مرتب ہوتا ہے۔ جس کو صرف جذبات
و خیالات، بلکہ عام معنوں میں صرف قوائے دماغیہ کا اتحاد
و اشتراک ترتیب دیتا ہے۔

رابطۂ اتحاد مذہبی کا استحکام۔

اس بنا پر اس قوم کے پیدا ہونے سے پہلے حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے ایک مذہبی رابطۂ اتحاد کے سر رشتہ
کو مستحکم کیا۔

سررشتۂ حیات کو اُس کے حوالے کر دیا۔

وَوَصّٰی بِهَا اِبْرٰهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (۳/۱۳۲)

اور ابراہیمؑ و یعقوبؑ دونوں نے اُس حانی طریقۂ نشو و نما کی اپنے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ خدا نے تمہارے لئے ایک برگزیدہ دین منتخب فرما دیا ہے۔ تم اُس پر (مرتے دم تک قائم رہنا!

وصیت حضرت یعقوبؑ

اِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَائِكَ اِبْرٰهِيمَ وَاِسْمٰعِيلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۔(۲:۱۳۴)

اور پھر کیا تم اُس وقت موجود تھے جب یعقوبؑ کے سر پر موت آ کھڑی ہوئی اور اُس آخری وقت میں انھوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا۔ میرے بعد کس چیز کی پوجا کرو گے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم تیرے اور تیرے مقدس باپ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق کے خدائے واحد کی عبادت کریں گے، اور ہم اُسی کے فرماں بردار بندے ہیں!

چاہتی ہے، اور اس کے ذریعہ اپنی قومیت کے قدیم عہد مودت کو تازہ کرتی ہے۔ اس لئے انھوں نے اس جدید النشئت قومیت کے ظہور و تکمیل کے لئے ایک نہایت مقدس اور وسیع آشیانہ تیار کیا۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ (۲:-۱۲۷)

جب ابراہیم اور اسمٰعیل خانۂ کعبہ کی بنیاد ڈال رہے تھے تو یہ دعا ان کی زبانوں پر تھی۔ خدایا ہماری اس خدمت کو قبول کرلے تو دعاؤں کا سننے والا اور نیتوں کا جاننے والا ہے۔

روحانی جماعت کا قالب۔ یہ صرف اینٹ پتھر کا گھر نہ تھا بلکہ ایک روحانی جماعت کے قالب کا آب و گل تھا اس لئے جب وہ تیار ہوگیا تو انھوں نے اس جماعت کے پیدا ہونے کی دعا کی:- رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ۔

وصیت ابراہیمی۔ اب یہ قوم پیدا ہوگئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آخری وصیت کے ذریعہ اس روحانی

نگیں تھا۔ حجرہ اسود اب تک بوسہ گاہ خلق تھا، مشاعرِ ابراہیم اب تک قائم تھے۔ عرفات کے حدود میں اب تک کوئی تبدیلی نہیں کی گئی تھی۔

دعائے تجدید و نفخ روحی۔ غرضکہ اس کے اندر خدا کے سوا سب کچھ تھا اور صرف اسی کے جمال جہاں آرا کی کمی تھی۔ اس لئے اس کی تجدید و نفخ روح کے لئے ایک مدت کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا سب سے آخری نتیجہ ظاہر ہوا۔ انھوں نے کعبۃ اللہ کی بنیاد رکھتے ہوئے دعا کی تھی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۲:۱۱۹)	خدایا اُن کے درمیان انہی لوگوں میں سے ایک پیغمبر بھیج کہ وہ اُن کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور اُن کے نفوس کا تزکیہ کردے، تو بڑا صاحب اختیار اور صاحب حکمت ہے۔

فصل ۶

آثارِ قائمہ و ثابتہ اُمتِ مسلمہ

مُقدّس یادگاروں کا ذخیرہ۔ اب اگرچہ یہ جماعت دُنیا میں موجود نہ تھی اور اُس کے آثارِ صالحہ کو زمانے نے بے اثر کر دیا تھا۔

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ (۲: ۱۴۱)

وہ قوم گزر گئی۔ اُس نے جو کام کئے اُس کے نتائج اُس کے لئے تھے۔ اور تم جو کچھ کر دگے اُس کے نتائج تمھارے لئے ہوں گے۔

لیکن اُس کی تربیت و نشو و نما کا عہدِ قدیم اب تک دستبردِ زمانہ سے بچا ہوا تھا، اور اپنے آغوش میں مقدس یادگاروں کا ایک وسیع ذخیرہ رکھتا تھا۔ اس کے اندر اب تک آبِ زمزم لہریں لے رہا تھا۔ صفا و مردہ کی چوٹیوں کی گردنیں اب تک بلند تھیں۔ مذبح اسمٰعیل اب تک مذہب کے گرم خون سے

کھڑا کر دیا گیا، اور اُس کی مقدس قدیم مذہبی یادگاروں کی تجدید و احیاء سے اُسکے مذہبی جذبات کو بالکل پختہ و مستحکم کر دیا۔

سعی صفا و مروہ ۔ کبھی اُن سے کہا گیا۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا۔ (۲:۔۱۵۸)	صفا و مروہ خدا کی قائم کی ہوئی یادگاریں ہیں، پس جو لوگ حج یا عمرہ کرتے ہیں، اُن پر ان دونوں کے درمیان طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مشعر الحرام کی یاد ۔ کبھی اُن کو مشعر حرام کی یاد دلائی گئی۔

فَاِذَا اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ۔ (۲:۔۱۹۸)	جب عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام (مزدلفہ) کے نزدیک خدا کی یاد کرو۔

خانہ کعبہ کی قدیم ترین یادگار ۔ خانہ کعبہ خود دنیا کی سب سے قدیم یادگار تھی۔ لیکن اس کی ایک ایک یادگار کو نمایاں تر کیا گیا

فِيْهِ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ (۳:۔۹۷)	اس میں بہت سی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، منجملہ انکے ایک نشانی حضرت ابراہیم کے کھڑے ہونیکی جگہ ہے۔

نقش پا سجدہ گاہ خلق ۔ لیکن جو لوگ خدا کی راہ میں ثابت قدم رہے، ان کے نقش پا سجدہ گاہ خلق ہونیکے مستحق تھے۔ اس لئے

ظہور رحمۃ للعالمین۔ چنانچہ اس کا ظہور وجود مقدس حضرت رحمۃ للعالمین ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی صورت میں ہوا جو ٹھیک ٹھیک اس دعا کا پیکر و ممثل تھا۔

ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ (۶۲ : ۲)	وہ خدا جسنے ایک غیر متمدن قوم میں سے اپنا ایک رسول پیدا کیا جو اللہ کی آیات اُن کو سناتا ہے۔ اُن کے نفس کی تزکیہ کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

تربیت یافتہ جماعت۔ پس انھوں نے جو قوم پیدا کر دی تھی اُسی کے اندر سے ایک پیغمبر اُٹھا۔ اُس نے اس گھر میں سب سے پہلے خدا کو ڈھونڈھنا شروع کیا، لیکن وہ اینٹ پتھر کے ڈھیر میں بالکل چھپ گیا تھا۔ فتح مکہ نے اُس انبار کو ہٹا دیا تو خدا کے نور سے قندیل حرم پھر روشن ہو گئی۔ وہ قوم جسکے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی، اس پیغمبر کے فیضِ صحبت سے بالکل مزکی و تربیت یافتہ ہو گئی تھی

تجدید و احیائے مذہب۔ اب ایک مذہب پر جمع کر کے اُسکے مذہبی جذبات کو صرف جلا دینا باقی تھا۔ چنانچہ اُنہیں کو خانہ کعبہ کے اندر لا کر

فصل
اعلانِ تکمیلِ دین

فراموش کردہ روشِ ملتِ ابراہیمی۔ جب اسلام نے اس جدید النشئت قوم کے وجود کی تکمیل کردی اور خانۂ کعبہ کی ان مقدس یادگاروں کی روحانیت نے اُس کی قومیت کے شیرازہ کو مستحکم کردیا، تو پھر ملتِ ابراہیمی کی فراموش کردہ روش دکھائی گئی

فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (۳: ۹۵)

پس ابراہیم کے طریقہ کی پیروی کرو جو صرف ایک خدا کے ہو رہے تھے۔

کمالِ دین کا استحکام۔ اب تمام عرب نے ایک خطِ مستقیم کو اپنا مرکز بنا لیا۔ اور قدیم خطوطِ منحنہ حرفِ غلط کی طرح مٹا دیئے گئے۔ جب یہ سب کچھ ہو چکا تو اُس کے بعد خدائے ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کا سب سے بڑا احسان پورا ہو گیا۔

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى (۲-۱۲۵)	اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو اپنا مصلّی بنا لو۔

مادّی اور روحانی یادگاریں - مادی یادگاروں کی زیارت صرف سیر و تفریح کے لئے کی جاتی تھے، لیکن روحانی یادگاروں سے صرف دل کی آنکھیں ہی بصیرت حاصل کر سکتی ہیں۔ اسلئے اُن کے ادب و احترام کو اتقاء و تبصرہ کی دلیل قرار دیا گیا۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (۲۲-۳۲)	اور جو لوگ خدا کی قائم کی ہوئی یادگاروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ تو یہ تعظیم اُن کے دلوں کی پرہیزگاری پر دلالت کرتی ہے۔
وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ۔ (۲۲-۳۰)	اور جو شخص خدا کی قرار کی ہوئی قابل ادب چیزوں کا احترام کرتا ہے تو خدا کے نزدیک اس کا نتیجہ اُس کے حق میں بہتر ہے۔

روحانی اثر و نفوذ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مقدس یادگاروں کے روحانی اثر و نفوذ کو دلوں میں جذب کرا دینا چاہتے تھے، اس لئے خاص طور پر لوگوں کو اُن کی طرف متوجہ فرماتے رہتے تھے۔

عِنْدَ لَهٗ مَنَا عِرَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ۔	خوب غور سے دیکھو اور بصیرت حاصل کرو۔ کیونکہ یہ تمہارے باپ ابراہیم کی یادگار ہے۔

باب ۳

تاریخ فرضیتِ حج کا ایک لمحۂ فکریہ

فصل ۱

دعوتِ ابراہیمی کی صدائے بازگشت

دعوتِ عام: اہل عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مجموعۂ تعلیم ہدایت کو بالکل بھلا دیا تھا لیکن اُنھوں نے خانۂ کعبہ کے کنگرے پر چڑھ کر تمام دُنیا کو جو دعوتِ عام دی تھی۔ اُس کی صدائے بازگشت اب تک عرب کے در و دیوار سے آ رہی تھی۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ
دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ
الْإِسْلَامَ دِينًا ۔

(۵ : ۳)

آج میں نے تمہارے اس دین کو مکمل کر دیا جس نے
تم کو ایک قومیت رشتے میں منسلک کر دیا،
اور اپنے تمام احسانات تم پر پورے
کر دیئے ۔ اور تمہارے لئے صرف ایک
دین اسلام ہی کو منتخب کیا ۔

فصل ۲

بدعات و محدثات جاہلیت

سُنّتِ ابراہیمی کی صُورت اور حقیقت لیکن سچ کے ساتھ جب جھوٹ مل جاتا ہے تو وہ اور بھی خطرناک ہو جاتا ہے۔

اہل عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنّت قدیمہ کو اب تک زندہ رکھا تھا، لیکن بدعات و اختراعات کی آمیزش نے اصل حقیقت کو بالکل گم کر دیا تھا۔

تین سو ساٹھ بتوں کا مرکز۔ (۱) خدا نے اپنے گھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قیام کی اجازت صرف اس شرط پر دی تھی کہ کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا۔ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا۔" لیکن اب خدا کا یہ گھر تین سو ساٹھ بتوں کا مرکز بن گیا تھا، اور ان کا طواف

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ
مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ
لَّا تُشْرِكْ بِي
شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ
لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ
وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝
وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ
بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا
وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ
يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ
عَمِيقٍ ۔ (۲۲ :- ۲۷)

اور جب ہم نے حضرت ابراہیم کے
لئے ایک مسجد تیار کیا، اور حکم دیا
کہ ہماری توحید پر ثابت رہیں
اور کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا۔ اور
اس گھر کو طواف کرنے والوں اور
قیام اور رکوع و سجود کرنے والوں
کے لئے ہمیشہ پاک و مقدس رکھنا
نیز ہم نے حکم دیا کہ دنیا میں حج
کی پکار بلند کردو۔ لوگ تمہاری طرف
دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔
ان میں پیادہ پا بھی ہوں گے۔ اور
وہ بھی جنھوں نے مختلف قسم کی سواریوں پر دُور دراز
مقامات سے قطع مسافت کی ہوگی !

برہنہ طواف (۴) قریش کے سوا عرب کے تمام مرد و زن برہنہ طواف کرتے تھے، ستر عورت کے ساتھ صرف وہی لوگ طواف کر سکتے تھے، جن کو قریش کی طرف سے کپڑا ملتا تھا اور قریش نے اس کو بھی اپنی اظہار سیادت کا ایک ذریعہ بنا لیا تھا۔

عمرہ سخت گناہ متصور ہوتا۔ (۵) عمرہ گویا حج کا ایک مقدمہ یا جزو تھا، لیکن اہل عرب ایام حج میں عمرہ کو سخت گناہ سمجھتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ جب حاجیوں کی سواریوں کی پشت کے زخم اچھے ہو جائیں۔ اور صفر کا مہینہ گزر جائے، تب عمرہ جائز ہو سکتا ہے۔

بیہودانہ رہبانیت کا گہوارہ (۶) حج کے تمام اجزا و ارکان میں بیہودیانہ رہبانیت کا عالمگیر مرض ساری ہو گیا تھا۔ اپنے گھر سے پا پیادہ حج کرنے کی منت ماننا جب تک حج ادا نہ ہو جائے خاموش رہنا۔ قربانی کے اونٹوں پر کسی حال میں سوار نہ ہونا، ناک میں نکیل ڈال کر جانوروں کی طرح خانہ کعبہ کا طواف کرنا، زمانۂ حج میں گھر کے اندر دروازے کی راہ سے نہ گھسنا۔ بلکہ پچھواڑے کی طرف سے

کیا جاتا تھا۔

فخر و غرور کا ترانہ گاہ۔ (۲) خدا نے حج کا مقصد یہ قرار دیا تھا کہ دُنیوی فوائد کے ساتھ خدا کا ذکر قائم کیا جائے۔ لیکن اب صرف آباؤ اجداد کے کارنامے فخر و غرور کے ترانے گائے جاتے تھے۔

مخصوص امتیازاتِ قریش (۳) حج کا ایک مقصد تمام انسانوں میں مساوات قائم کرنا تھا، اسی لئے تمام عرب بلکہ تمام دنیا کو اس کی دعوت عام دی گئی اور سب کو وضع و لباس میں متحد کر دیا گیا۔ لیکن قریش کے غرور و فضیلت نے اپنے لئے بعض خاص امتیازات قائم کر لئے تھے جو اصول مساوات کے بالکل منافی تھے۔ مثلاً تمام عرب عرفات کے میدان میں قیام کرتا تھا لیکن قریش مزدلفہ سے باہر نہیں نکلتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم متولیان حرم، حرم کے باہر نہیں جا سکتے۔ جس طرح آجکل کے امرائے فسق و والیان ریاست، عام مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں آکر بیٹھنے اور دوش بدوش کھڑے ہونے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں۔

اور یہ تمام ارکان اس کے اندر جمع ہو گئے ہیں۔ اسلام کا مظہر کعبہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو صرف کعبہ ہی کے ساتھ معلق کر دیا۔

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ	مجھ کو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے مالک کی عبادت کروں جس نے اس کو حرمت دی۔ سب کچھ اسی خدا کا ہے۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کا فرمانبردار مسلم ہوں۔

(۹۱:۲۷)

حج اور اسلام لازم ملزوم ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہر موقع پر حج کے ساتھ اسلام کا ذکر بطور لازم و ملزوم کے کیا۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ	اور ہر ایک امت کیلئے ہم نے قربانی کا طریقہ مقرر کر دیا ہے تاکہ انکو جو چارپائے بخشے ہیں ان کی قربانی کے وقت خدا کا نام لیں۔ پس تم سب کا خدا ایک ......

دیوار پھاندکے آنا، در و دیوار پر قربانی کے جانوروں کے خون کا چھاپہ لگانا، عرب کا عام شعار ہو گیا تھا۔

فصل ۳

ظہورِ اسلام و تزکیۂ حج

دین ابراہیمی کی تکمیل۔ اسلام درحقیقت دین ابراہیمی کی حقیقت کی تکمیل تھی، اس لئے وہ ابتدا ہی سے اُس حقیقت گم شدہ کی تجدید و احیاء میں مصروف ہو گیا جس کا قالب حضرت ابراہیم السّلام کے مبارک ہاتھوں نے تیار کیا تھا۔

ارکان اسلام کی ہیئت مجموعی۔ اسلام کا مجموعۂ عقائد و عبادات صرف توحید، نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج سے مرکب ہے۔ لیکن ان تمام ارکان میں حج ہی ایک ایسا رکن ہے جس سے اس تمام مجموعہ کی ہیئت ترکیبی مکمل ہوتی ہے

لَا يَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ (۲: ۱۲۴)	ارشاد ہوا کہ ہاں۔ مگر اس قول و قرار میں ظالم لوگ داخل نہیں ہو سکتے!

آزمائش کے اجزاءِ اوّلین۔ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جن کلمات کے ذریعہ آزمایا اور جن کی بنا پر اُنھیں دنیا کی امامت عطا ہوئی وہ اسلام کے اجزاءِ اولین یعنی توحید الٰہی، قربانی نفس و جذبات، صلوٰۃ الٰہی کا قیام اور معرفت دین فطری کے امتحانات تھے۔ اگرچہ اُن کی اولاد میں سے چند ناخلف لوگوں نے ان ارکان کو چھوڑ کر اپنے اوپر ظلم کیا۔ اور اِس موروثی عہدے سے محروم ہو گئے۔ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ۔

اُمّتِ مسلمہ مستورہ۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات کے اندر ایک دوسری اُمّت بھی چھپی ہوئی تھی۔ جس کے لئے خود انھوں نے خدا سے دعا کی تھی۔

اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ کَانَ اُمَّةً قَانِتًا (۱۶: ۱۲۰)	حضرت ابراہیم گو بظاہر ایک فرد واحد تھے۔ مگر اُن کی فعالیت روحانیۂ الٰہیہ کے اندر ایک پوری قوم قانتہ و مسلم پوشیدہ تھی۔

فَاِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗ اَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ (۲۲:-۳۴)

ہی ہے۔ اسی کے تم سب فرماں بردار بن جاؤ۔ اور خدا کے خاکسار بندوں کو حج کے ذریعہ دین حق کی بشارت دو۔

فصل ۴

آزمائش ابراہیم

خدا کا فطری معاہدہ۔ اسلام خدا کا ایک فطری معاہدہ تھا، جس کو انسان کی ظالمانہ عہد شکنی نے بالکل چاک چاک کردیا تھا، اس لیے خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ناخلف اولاد کو روز اول ہی اس کے ثمرات سے محروم کردیا۔

وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ

جب خدا نے چند احکام کے ذریعہ ابراہیم کو آزمایا اور وہ خدا کے امتحان میں پورے اترے تو خدا نے کہا کہ اب میں تمہیں دنیا کی امامت اور خلافت عطا کرتا ہوں۔ اس پر حضرت ابراہیم نے عرض کی اور میری اولاد کو بھی؟

موروثی گھر کی واگزاری - وہ منظر عام پر آیا تو سب سے پہلے اپنے باپ کے موروثی گھر کو ظالموں کے ہاتھ سے واپس لینا چاہا لیکن اس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی طرح چند بلند روحانی مراحل سے گزرنا ضروری تھا۔ چنانچہ اُس نے اُن مرحلوں سے گزرنا شروع کیا۔

توحید کا غلغلہ - اُس نے غار حرا سے نکلنے کے ساتھ ہی توحید کا غلغلہ بلند کیا کہ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو عہد لیا تھا اُس کی پہلی شرط یہی تھی - اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا (۲۲:۲۶)

صف نماز - پھر اُس نے صف نماز قائم کی کہ یہ گھر صرف خدا ہی کے آگے سر جھکانے والوں کے لئے بنایا گیا تھا۔
وَطَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّائِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ - (۲:۱۲۵)

روزے کی تعلیم - اُس نے روزے کی تعلیم دی کہ وہ شرائط حج کا جامع و مکمل تھا۔

فَمَنْ فَرَضَ فِیْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ (۲:۱۹۷)

جس شخص نے ان مہینوں میں حج کا عزم کر لیا تو اُس کو ہر قسم کی نفس پرستی - بدکاری اور جھگڑے تکرار سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔

فصل ۵

اجزائے حج کے ترکیبی مرکبات

رسول مزکی و موعودہ کا ظہور۔ اب اس امت مسلمہ کے ظہور کا وقت آگیا اور وہ رسول مزکی و موعودہ غار حرا کے تاریک گوشوں سے نکل کر منظر عام پر نمودار ہوا۔ تاکہ آفاق نے تو اس اندھیرے میں جو روشنی دیکھی ہے۔ وہ روشنی تمام دنیا کو دکھلا دے۔

يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ۔ (۲:۲۵۷)

وہ ان کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔

قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ (۵:۱۵)

بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور ہدایت اور ایک کھلی ہدایت دینے والی کتاب آئی۔

کارزدہ جاہلی خاکہ تیار ہوگیا، تو اُس نے اپنی طرح اُن کو بھی منظر عام پر نمایاں کرنا چاہا۔ اس غرض سے اُس نے عمرہ کی تیاری کی اور ۱۴۔۱۵ سو کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوا کہ پہلی بار اپنے آبائی گھر کو حسرت آلود نگاہوں سے دیکھ کر چلے آئیں۔ لیکن یہ کاروان ہدایت راستے ہی میں بہ مقام حدیبیہ روک دیا گیا۔ دوسرے سال حسب شرائط صلح زیارت کعبہ کی اجازت ملی۔ اور آپؐ مکہ میں قیام کر کے چلے آئے۔ اب اس مصالحت نے راستے کے تمام نشیب فراز ہموار کر دیئے تھے۔

صرف خانہ کعبہ میں پتھروں کا ایک ڈھیر رہ گیا تھا اُسے بھی فتح مکہ نے ہموار کر دیا۔

دخل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مکۃ یوم الفتح وحول البیت ستون وثلثمائۃ نصب فجعل لطعنھا بعود فی یدہ و یقول جاءَ الحَقُّ وَزَھَقَ البَاطِلُ۔ (صحیحین)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو اُسکے گرد تین سو ساٹھ بُت نظر آئے۔ آپؐ اُنکو ایک لکڑی کے ذریعہ ٹھکراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے۔ جَاءَ الحَقُّ وَزَھَقَ البَاطِلُ اِنَّ البَاطِلَ کَانَ زَھُوقًا (یعنی حق اپنے مرکز پر آگیا اور باطل نے اُس کے سامنے ٹھوکر کھائی باطل پامال ہونے ہی کے قابل تھا۔

روزے کی حقیقت - اور روزے کی حقیقت یہی ہے کہ وہ انسان کو غیبت - بہتان - فسق و فجور - مخاصمت و تنازعت اور نفس پرستی سے روکتا ہے، جیسا کہ احکام صیام میں فرمایا -

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَ اَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ (۲: ۱۸۷)	پھر رات تک روزہ پورا کرو - اور روزہ کی حالت میں عورتوں کے نزدیک نہ جاؤ اور اگر مساجد میں اعتکاف کرو تو شب کو بھی ان سے الگ رہو -

زکوٰۃ کی ادائگی - اس نے زکوٰۃ بھی فرض کر دی کہ وہ بھی حج کا ایک اہم مقصد تھا -

فَكُلُوا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ - (۲۲: ۲۸)	قربانی کا گوشت خود کھاؤ اور فقیروں اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ !

فصل ۶

فتح مکہ کی غرض و غایت

اُمّتِ مُسلمہ کا منظر عام پر نمایاں کرنا - اس طرح جب اُمّت مُسلمہ

فصل

تکمیلِ حج کا اعلانِ عام

بدعات واختراعات کا ترک ۔ اس صدا پر تمام عرب نے لبیک کہی اور آپ کے گرد ۱۳۔۱۴ ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ عرب نے ارکان حج میں بدعات واختراعات کا جو رنگ لگا دیا تھا وہ ایک ایک کر کے چھوڑ دیا گیا۔ آباؤ اجداد کے کارناموں کی بجائے خدا کی توحید کا غلغلہ بلند کیا گیا۔

فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا (۲:۔۲۰۰) | زمانہ حج میں خدا کو اسی جوش وخروش سے یاد کرو جس طرح اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کا اعادہ کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ۔

امتیازاتِ قریش مٹا دیئے ۔ قریش کے تمام امتیازات مٹا دیئے گئے اور تمام عرب کے ساتھ ان کو بھی عرفات کے ایک گوشہ میں کھڑا کر دیا گیا۔

اعادہ دعوت عام۔ اب میدان بالکل صاف تھا راستے میں ایک کنکری بھی سنگ راہ نہیں ہوسکتی تھی۔ باپ نے گھر کو جس حال میں چھوڑا تھا، بیٹے نے اسی حالت میں اس پر قبضہ کرلیا۔ تمام عرب نے فتح مکہ کو اسلام وکفر کا معیار صداقت قرار دیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو لوگ جوق جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

اب وقت آگیا تھا کہ دنیا کو اس جدید النشوءت امت مسلمہ کے قالب روحانی کا منظر عام طور پر دکھا دیا جاتا۔ اس لئے دوبارہ اسی دعوت عامہ کا اعادہ کیا گیا جس کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام عالم میں ایک غلغلہ عام ڈال دیا تھا۔ مگر اس قوت کا فعل میں آنا ظہور بنی امی پر موقوف تھا۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (۳:۹۷)	جو لوگ مالی اور جسمانی حالت کے لحاظ سے حج کی استطاعت رکھتے ہیں ان پر اب حج فرض کردیا گیا۔

عملی تلقین نبویؐ - زمانہ حج میں عمرہ کرنے والوں کو فاسق وفاجر کہا جاتا تھا، لیکن آنحضرتؐ نے حجۃ الوداع میں عمرہ ہی کا احرام باندھا اور صحابہؓ کو بھی عمرہ کرنے کا حکم دیا یا پیادہ اور خاموش حج کرنے کی ممانعت کی گئی - قربانی کے جانوروں پر سوار ہونے کا حکم دیا گیا - ناک میں رسی ڈال کر طواف کرنے سے روکا گیا - گھر میں دروازے سے داخل ہونے کا حکم ہوا -

وَلَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَا وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰی وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا، وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ -

یہ کوئی نیکی کا کام نہیں ہے کہ گھروں میں پچھواڑے سے آؤ - نیکی تو صرف اس کی ہے جس نے پرہیزگاری اختیار کی - پس گھروں میں دروازے ہی کی راہ سے آؤ - اور خدا سے ڈرو - یقین ہے کہ تم کامیاب ہوگے -

(۲:-۱۸۹)

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۲:۔ ۱۹۹)	اور جس جگہ سے تمام لوگ روانہ ہوں تم بھی وہیں سے روانہ ہوا کرو۔ اور فخروغرور کی جگہ خدا سے مغفرت مانگو۔ کیونکہ خدا بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

ممانعت برہنہ طواف ۔ سب سے بدترین رسم برہنہ طواف کرنے کی تھی، اور مردوں سے زیادہ حیاسوز نظارہ برہنہ عورتوں کے طواف کا ہوتا تھا لیکن ایک سال پہلے ہی سے اسکی عام ممانعت کردی گئی۔

ان ابا هريرة اخبره ان ابا بكر الصديق رضى الله عنه بعثه فى الحجة التى امره رسول الله صلعم قبل حجة الوداع يوم النحر فى رهط يؤذن فى الناس الا لا يحج بعد العام مشرك، ولا يطوف بالبيت عريان (بخاری جزو ۲ ص ۱۵۳)	حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک حج کا امیر بنایا اور انھوں نے مجھ کو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا تاکہ یہ اعلان کردیا جائے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک یا کوئی برہنہ شخص حج یا طواف نہ کرسکے گا۔

فصل ۸

اعلانِ عام و حجۃ الوداع

اسلام کا مقصد اعظم۔ لیکن دنیا اب تک اس اجتماع عظیمہ کی حقیقت سے بے خبر تھی۔ اسلام کی ۲۳ سالہ زندگی کا مدّ و جزر تمام عرب دیکھ چکا تھا، مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ اسلام کی تاریخی زندگی کن نتائج پر مشتمل تھی، اور مسلمانوں کی جدّ و جہد، فدویت، ایثارِ نفس و روح کا مقصد اعظم کیا تھا؟ اب اس کی توضیح کا وقت آگیا تھا۔

حضرت ابراہیم کی دعا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس گھر کا سنگِ بنیاد اس دعا کو پڑھ کر رکھا تھا۔

اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (۲: ۱۲۶)

جب ابراہیم نے کہا کہ خداوندا اس شہر کو امن کا شہر بنا۔ اور اس کے باشندے اگر خدا اور روز قیامت پر ایمان لائیں تو ان کو ہر قسم کے ثمرات و نعائم عطا فرما!

حقیقت قربانی کی وضاحت - قربانی کی حقیقت واضح کی گئی اور بتایا گیا کہ وہ صرف ایثار نفس و فدویت جان وروح کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔ اُس کا گوشت یا خون خدا تک نہیں پہنچتا کہ اُس کے چھاپہ سے دیواروں کو رنگین کیا جائے۔ خدا کو تو صرف خالص عقیدتوں اور پاک صاف دلوں کو دیکھنا ہے۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (۲۲:۳۷)

خدا تک قربانی کے جانوروں کا گوشت و خون نہیں پہنچتا، بلکہ اُس تک صرف تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔

یہ چھلکے اُتر گئے تو خالص مغز ہی باقی رہ گیا اب وادی مکہ میں خلوص کے دو قدیم و جدید منظر نمایاں ہو گئے، ایک طرف آب زمزم کی شفاف سطح لہریں لے رہی تھی۔ دوسری طرف ایک جدید النشات قوم کا دریائے وحدت موجیں مار رہا تھا۔

خطبہ حجۃ الوداع

ان دماءکم واموالکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا الا ان کل شیء من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع ودماء الجاھلیۃ موضوعۃ واول دم اضع دماءنا دم ابن ربیعۃ وربوا الجاھلیۃ موضوع واول ربا اضع ربانا ربا عباس ابن عبد المطلب اللھم اشھد۔ اللھم اشھد اللھم اشھد (ابوداؤد۔ جلد ا ص ۲۶۔ کتاب الحج)۔

جس طرح تم آج کے دن کی اس مہینہ کی اس شہر مقدس میں حرمت کرتے ہو۔ اسی طرح تمہارا خون اور تمہارا مال بھی تم پر حرام ہے اچھی طرح سن لو کہ جاہلیت کی تمام بری رسموں کو آج میں اپنے دونوں قدموں سے کچل ڈالتا ہوں بالخصوص زمانہ جاہلیت کے انتقام اور خون بہا لینے کی رسم تو بالکل مٹا دیجاتی ہے۔ میں سب سے پہلے اپنے بھائی ابن ربیعہ کے خون کے انتقام سے دستبردار ہوتا ہوں جاہلیت کی سود خواری کا طریقہ بھی مٹا دیا جاتا ہے اور سب سے پہلے میں خود اپنے چچا عباس ابن عبد المطلب کے سود کو چھوڑتا ہوں خدایا تو گواہ رہیو۔ خدایا تو گواہ رہیو۔ خدایا تو گواہ رہیو کہ میں نے تیرا پیغام تیرے بندوں تک پہنچا دیا۔

کامیابی کی آخری بشارت ۔ اب حق پھر پھرا کر پھر اپنے اصلی مرکز پر آگیا۔ اور باپ نے دنیا کی ہدایت و ارشاد کیلئے جس نقطہ سے

دنیا کی حالت بوقت دعا۔ جس وقت انھوں نے یہ دعا کی تھی تمام دنیا فتنہ وفساد کا گہوارہ بن رہی تھی۔ دنیا کا امن وامان اٹھ گیا تھا۔ اطمینان وسکون کی نیند آنکھوں سے اڑ گئی تھی دنیا کی عزت وآبرو معرض خطر میں تھی۔ جان ومال کا تحفظ ناممکن ہوگیا تھا۔ کمزور اور ضعیف لوگوں کے حقوق پامال کر دیئے گئے تھے۔ عدالت کا گھر ویران، حریت انسانیہ مفقود، اور نیکی کی مظلومیت انتہائی حد تک پہنچ چکی تھی۔ کرۂ ارضی کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جو ظلم وکفر کی تاریکی سے ظلمت کدہ نہ ہو۔

دنیا سے کنارہ کشی۔ اس لئے انھوں نے آباد دنیا کے ناپاک حصوں سے کنارہ کش ہو کر ایک وادیٔ غیر ذی زرع میں سکونت اختیار کی۔ وہاں ایک دار الامن بنایا اور تمام دنیا کو صلح وسلام کی دعوت عام دی۔

گمشدہ حق کی واپسی۔ اب ان کی صالح اولاد سے یہ دار الامن بھی چھین لیا گیا تھا۔ اس لئے اسکی واپسی کے لئے پورے دس سال تک اس کے فرزند نے بھی باپ کیطرح میدان میں ڈیرہ ڈالا۔ فتح مکہ نے جب اسکا مامن وملجا واپس دلا دیا، تو وہ اس میں داخل ہوا کہ باپ کی طرح تمام دنیا کو گمشدہ حق کی واپسی کی بشارت دے۔ چنانچہ وہ اونٹ پر سوار ہو کر نکلا اور تمام دنیا کو مژدۂ امن وعدالت سنایا۔

فصل ۹

حج مختلف یادگاروں کا مجموعہ ہے

یادگارِ ابراہیم۔ عباداتِ اسلامیہ میں حج مختلف یادگاروں کا مجموعہ ہے۔ وہ جس گھر میں ادا کیا جاتا ہے۔ خدا کے سب سے برگزیدہ بندے کے ہاتھ کی قائم ہوئی یادگار ہے۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (۲:۔ ۱۲۷)

حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل خانہ کعبہ کی دیواریں جن رہے تھے تو اس وقت یہ دعا اُن کی زبانوں پر تھی کہ خدایا ہمارے اس عمل کو قبول کر۔ تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

بیت اللہ۔ بلکہ دنیا کی مذہبی یادگاروں میں سب سے قدیم یادگار وہی ہے

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ (۳:۔ ۹۶)

پہلا گھر جو انسان کی پرستش گاہ بنایا گیا، وہی گھر ہے جو مکہ میں تمام دنیا کی برکت و ہدایت کے لئے تعمیر کیا گیا۔

مقام ابراہیم۔ ان بندوں نے خدا کی وحدانیت کی ایک زندہ رہنے والی یادگار قائم کی تھی خدا نے بھی اس میں ان کی یادگار قائم کر دی۔

پہلا قدم اٹھایا تھا، بیٹے کے روحانی سفر کی وہ آخری منزل ہوئی۔ اور اسی نقطہ پر پہنچ کر اسلام کی تکمیل ہو گئی، اس لئے وہ کہ اس نے تمام دنیا کو مژدہ امن سنایا تھا، آسمانی فرشتے نے بھی اس کو کامیابی مقصد کی سب سے آخری بشارت دے دی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (۵ : ۳)

آج کے دن میں نے تمہارے دین کو بالکل مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنے تمام احسانات پورے کر دیئے اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو ایک برگزیدہ دین منتخب کیا۔

نوٹ

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد نے بعض دوسرے مقامات پر بھی مناسک حج کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے، وہ مضمون کی شکل میں نہ تھا کہ اسے بجنسہٖ اس کتاب میں شامل کر دیا جاتا۔ ہم نے حضرت ممدوح کے ایسے تمام متفرق ارشادات کے مطالب اختصار کے ساتھ جمع کر کے آئندہ فصول میں مرتب کر دیئے ہیں تاکہ حج کے موضوع پر ممدوح کی تحریرات کا ہر ضروری حصہ یکجا ہو جائے۔

(ناشر)

فصل ۱۰

اعمال و احکام و حدود و شروط حج

احرام اور حرمت شکار - حج اور عمرہ کے لئے احرام باندھنے کے بعد اس وقت شکار جائز نہیں جب تک حج یا عمرہ ادا ہو جائے اور احرام کھول دیا جائے۔

غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ - (۵:۱)

جب احرام کی حالت میں ہو۔ شکار کرنا حلال نہ سمجھو۔

احرام کی حالت میں جو شکار سے روکا گیا ہے اُسے ہلکی بات خیال نہ کرو، اس میں درحقیقت اتباع اور پیروی کی آزمائش ہے، اور جو شخص جان بوجھ کر شکار کرے گا تو اُسے بدلہ یا کفارہ دینا پڑے گا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ، وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ

مسلمانو! جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار کے جانور ہلاک نہ کرو، اور جو کوئی تم میں سے جان بوجھ کر مار ڈالے تو چاہیئے کہ اُس کا بدلہ دے (اور بدلہ یہ ہے کہ) جیسے جانور کو مارا ہے اُس کی مانند مویشیوں میں سے ایک جانور کعبہ پہنچا کر قربان کیا جائے جیسے تم میں سے دو منصف ٹھہرائیں، یا کفارہ نہ ہو (اور کفارہ یہ ہے کہ

فِیْهِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ (۳:-۹۷)	اس گھر میں مقام ابراہیم ایک نمایاں یادگار مقدس ہے۔

صفا و مروہ - صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا حضرت ہاجرہ کی اُس سراسیمگی کا منظر تازہ کرتا ہے، جب وہ پانی کی جستجو اور بچے کی محبت میں پریشان حال تھیں۔

چاہِ زمزم - قدرت الٰہی کی ایک کرشمہ سازی کو یاد دلاتا ہے جس نے وادیٔ غیر ذی زرع (بنجر اور خشک زمین) میں خدا کی رحمت کے دبے ہوئے چشمے کا مُنہ کھول دیا تھا۔

قربانی - قربانی حقیقتاً اسلامیہ کی جاں نثاری، فروشی اور فدویت کے سرِّ روحانی کو محسوس و ممثل دکھاتی ہے، جس نے حضرت خلیل اور ذبیح علیہما السلام کے اندر سے ظہور کیا تھا۔

رمیِ جمار - رمیِ جمار اُن بہیمی و ابلیسی قوتوں سے دُنیا کو روکتا ہے جو اس پاک مقصد کی تکمیل میں سنگِ راہ ہو رہے تھے۔

خدا پرستی کی مقدس نشانیاں جو مقرر کردی گئی ہیں۔ اور جو آداب و رسوم مقرر ہو چکی ہیں۔ اُن کی بے حرمتی نہیں کرنی چاہیئے، اور نہ ہی اُن مہینوں کی بے حرمتی کرنی چاہیئے جو حرمت کے مہینے کہلاتے ہیں۔ یعنی ذی قعدہ۔ ذی الحجہ۔ محرم اور رجب۔ ان چار مہینوں میں حاجیوں کی آمد و رفت رہتی ہے، اس بنا پر ان میں جنگ کی ممانعت ہے، تاکہ حاجیوں کا جان و مال محفوظ رہے۔

اجازت جنگ۔ لیکن اگر دشمنوں کی طرف سے اقدام جنگ ہوگا تو پھر مسلمانوں کو بھی مدافعت کرنا ہوگی۔ جیسا کہ سورۂ بقر میں ہے۔

فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ (۲:- ۱۹۴)	پس جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو چاہیئے کہ جس طرح کا معاملہ اُس نے تمہارے ساتھ کیا ہے، ویسا ہی معاملہ تم بھی اُس کے ساتھ کرو۔

اہل مکہ نے ظلم و تعدی سے حج کا دروازہ مسلمانوں پر بند کر دیا تھا۔ اور اس طرح پر جو مقام مقدس اُن کی ہدایت کا مرکز قرار پایا تھا۔ وہ اُن کی دسترس سے باہر ہو گیا تھا اور جنگ کے بغیر کوئی چارۂ کار نہ رہا، اس لئے حکم ہوا۔

وَقَاتِلُوا الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا، (۲:- ۱۹۰)	اور دیکھو، جو لوگ تم سے جنگ کر رہے ہیں چاہیئے کہ اللہ کی راہ میں تم بھی اُن سے لڑو (پیٹھ نہ دکھاؤ) البتہ کسی قسم کی ان پر زیادتی نہیں کرنا چاہیئے۔

كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ (۵:- ۹۵)	کہ مسکینوں کو (اسکی قیمت کے لحاظ سے کھانا کھلائے یا پھر مسکینوں کی گنتی کے برابر روزے رکھے تاکہ اپنے کئے کی جزا (کا مزہ) چکھ لے۔

البتہ حالت احرام میں دریا اور سمندر کا شکار کھایا جاسکتا ہے مثلاً وہ مچھلی جو پانی سے الگ ہوکر تر گئی ہے، احرام کی حالت میں بھی جائز و حلال ہے

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ (۵:- ۹۶)	سمندر اور دریا کا شکار یا کھانے کی چیزیں (جو بغیر شکار ہاتھ آجائیں) حلال ہیں۔

ممانعت جنگ احرام کی حالت میں بیوی سے خلوت گناہ کی بات اور لڑائی جھگڑے کی ممانعت ہے

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ (۲:- ۱۹۷)	(حج کے مہینے عام طور پر معلوم ہیں) پس جس کسی نے ان مہینوں میں حج کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا تو (وہ حج کی حالت میں ہوگیا۔ اور) حج کی حالت میں نہ تو عورتوں کی طرف رغبت کرنا ہے، نہ فسق کی کوئی بات کرنی ہے۔ اور نہ لڑائی جھگڑا۔

لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ (۵:- ۲)	خدا کے شعائر (خدا پرستی کی مقررہ نشانیوں اور آداب و رسوم کی) بے حرمتی نہ کرو۔ اور نہ اُن مہینوں کی بے حرمتی کرو جو حرمت کے مہینے ہیں اور نہ حج کی قربانی کی، نہ اُن جانوروں کی جن کی گردنوں میں (بطور علامت کے پٹے ڈال دیتے ہیں اور کعبہ پر چڑھانے کیلئے دور دور سے لائے جاتے ہیں۔

مسلمانوں کا دستور العمل یہ ہونا چاہیئے کہ نیک کام میں تعاون اور برائی سے احتراز۔ جو لوگ دوسروں پر ظلم و تعدی کریں تو یہ برائی ہے اس میں شامل نہ ہو لیکن جو لوگ حج و زیارت کیلئے جا رہے تو یہ یقیناً بھلائی کی بات ہے، اس میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کرو۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (۵:-۲)	پرہیز گاری کی بات میں ایک دوسرے کی مدد کرو گناہ اور ظلم کی بات میں تعاون نہ کرو۔

اس آیت میں جو قاعدہ بتایا گیا ہے، وہ مسلمانوں کے تمام کاموں کے لئے ایک دستور العمل ہے۔ نیز اس سے معلوم ہو گیا کہ بت پرست بھی اگر خدا کی تعظیم و عبادت کی کوئی بات کریں تو اس کی بے حرمتی نہیں کرنی چاہیئے۔

کاروبار تجارت۔ حج ایک عبادت ہے، لیکن اس کا عبادت ہونا، دنیوی کاروبار سے فائدہ اٹھانے میں مانع نہیں۔ مال و دولت اللہ کا فضل ہے اور اس کی تلاش و جستجو حج کی بجا آوری میں رکاوٹ نہیں پیدا کرتی۔ البتہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ کاروبار دنیوی کا اس قدر انہماک ہو جائے کہ حج کے اوقات و اعمال سے لاپرواہ ہو جاؤ۔

البتہ نہ تو قربانی اور نیاز کے جانوروں کو لوٹنا چاہیئے جو دور دور سے مکہ میں لائے جاتے ہیں، نہ حاجیوں اور تاجروں کو نقصان پہنچانا چاہیئے۔ جو خدا کی عبادت کی خاطر یا کاروبار تجارت کی غرض سے قصد کرتے ہیں، کسی مقدس مقام کی طرف جانیوالوں کو نقصان پہنچانا درحقیقت اس مقام کی توہین کے مترادف ہے۔

وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا۔ (۵:-۲)	نیز اُن لوگوں کی بھی بے حرمتی نہ کرو یعنی اُنکی راہ میں رکاوٹ نہ ڈالو اور انھیں کسی طرح کا نقصان نہ پہنچاؤ جو بیت الحرام یعنی کعبہ کا قصد کرکے آئے ہیں اور

اپنے پروردگار کا فضل اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں۔

مسلمانوں کا عام دستور۔ مشرکین مکہ نے مسجد حرام سے مسلمانوں کو روکا تھا تو اب مسلمانوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ جوش انتقام میں تم بھی ایسا نہ کرو کہ جو لوگ حج و زیارت کے لئے جا رہے ہوں انھیں روک دو یا اُن پر حملہ کردو۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا۔ (۵:-۲)	اور دیکھو، ایسا نہ ہو کہ ایک گروہ کی دشمنی تمہیں اس بات پر ابھارے کہ زیادتی کرنے لگو، کیونکہ انھوں نے مسجد حرام سے تمہیں روک دیا تھا۔

لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ (۲:۔۱۸۹) | وقت کا حساب ہے اور اس سے حج کے مہینے کا تعین بھی ہوتا ہے

لوگوں میں بعض بے بنیاد توہم پرستیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ اُن میں سے بعض کواکب پرستی کی پیداوار ہیں اور بعض ستارہ پرستی اور نجوم کے عقائد کے برگ و بار اور اس کی بنا پر لوگوں نے طرح طرح کی رسمیں اختیار کر لی ہیں جن کی کوئی اصلیت نہیں۔ جیسا کہ عربوں کی جاہلیت میں رسم تھی کہ جب حج کے مہینہ کا چاند دیکھ لیتے تو احرام باندھ لیتے اور گھروں میں نہ آتے۔ اگر گھروں میں آنے کی ضرورت ہوتی تو گھروں کے دروازہ سے نہ آتے، پچھواڑی پھاند کر داخل ہوتے۔

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا (۲:۔۱۸۹) | یہ کوئی نیکی کی بات نہیں کہ اپنے گھروں میں (دروازہ چھوڑ کر) پچھواڑے سے داخل ہوا۔

مقدس زیارت گاہوں اور تیرتھوں پر جانے کے لئے لوگوں نے طرح طرح کی پابندیاں عاید کر لی ہیں، اجر و ثواب حاصل کرنے کی غرض سے اپنے آپ کو تکلیفوں اور مشقتوں میں ڈالتے ہیں۔ لیکن یہ سب گمراہی کی باتیں ہیں۔ نیکی کی اصلی راہ یہی ہے کہ اپنے اندر تقویٰ کی روح پیدا کی جائے۔

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (۲:۔۱۸۹) | نیکی تو دراصل اُسی شخص کے لئے ہے جو اپنے اندر تقویٰ پیدا کرے، پس (ان وہم پرستیوں میں مبتلا نہ ہو) گھروں میں آؤ تو دروازہ ہی کی راہ آؤ (پچھواڑے سے راہ نکالنے کی مصیبت میں کیوں پڑو) اللہ کی نافرمانی سے بچو، تاکہ کامیاب ہو!

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ (۲-۱۹۸)	اور دیکھو اس بات میں تمہارے لئے کوئی گناہ کی بات نہیں اگر (اعمال حج کے ساتھ) تم اپنے پروردگار کے فضل کی تلاش میں رہو (یعنی کاروبار تجارت کا بھی مشغلہ رکھو)

دین و دنیا کے معاملہ میں لوگوں کی عالمگیر گمراہی یہی رہی ہے کہ یا تو افراط میں پڑ گئے یا تفریط میں، اور راہ اعتدال گم ہو کر رہ گئی دنیا کا حد سے زیادہ انہماک بھی نہ ہو کہ آخرت سے یک قلم بے پروا ہو جاؤ اور نہ ہی آخرت کے استغراق میں اس قدر فنا ہو جاؤ کہ ترک دنیا اور رہبانیت کا دم بھرنے لگو۔

لیکن دین حق کی راہ انسان کے ہر عمل حیات کی طرح اعتدال اور توسط کی راہ ہے اور صحیح زندگی اُسی کی زندگی ہے جو کہتا ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (۲:۲۰۱)	پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے۔

ازالۂ وہم پرستی۔ چاند کے طلوع و غروب اور اُس کے گھٹنے اور بڑھنے سے مہینوں کا حساب رکھا جاتا ہے اور موسم حج کا تعین بھی اسی سے محسوب ہوتا ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ	اے پیغمبر! لوگ تم سے مہینوں کی چاند راتوں کی نسبت دریافت کرتے ہیں ان سے کہہ دو۔ یہ انسان کیلئے

مصالح قیام کعبہ (۱) اللہ تعالیٰ نے خانۂ کعبہ کو لوگوں کیلئے قیام امن اور اجتماع وگردآوری کا ذریعہ بنایا ہے۔ خدا کے علم میں بے شمار حکمتیں اور مصلحتیں ہیں، جن کا حصول قیام کعبہ پر منحصر ہے۔ اسلئے دوران حج میں کعبہ اور اسکے شعائر کی حرمت قائم رکھی جائے اور اسکے اعمال صحیح طور پر قائم رکھنے چاہئیں، تاکہ حج کی بجاآوری میں کسی قسم کا فتور نہ آنے پائے۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ (۵-۹۷) | اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو حرمت کا گھر بنایا ہے۔ لوگوں کے لئے (امن وجمعیت کے) قیام کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔ نیز حرمت کے مہینوں کو اور حج کی قربانی کو اور قربانی کے جانوروں کو جن کی گردنوں میں (علامت کے لئے) پٹے ڈال دیئے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ کعبہ کی، اور کعبہ کے ان تمام رسوم وآداب کی حرمت قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (۵:-۹۷) | یہ اس لئے کیا گیا تاکہ تم جان لو، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے۔ اللہ سب کا حال جانتا ہے، اور وہ ہر بات کا علم رکھنے والا ہے۔

عالمگیر سچائی (۲) معبد کعبہ کی تعمیر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر قرآن میں اس غرض سے کیا گیا ہے کہ اقوام عالم کی ہدایت کے

میدانِ عرفات کی شرط۔ اعمالِ حج میں سے ایک میدان عرفات میں جانا، مقیم ہونا، اور پھر اتمامِ حج کے بعد وہاں سے لوٹ کر آنا، بلا امتیاز ضروری ہے۔ لیکن باشندگانِ مکہ معظمہ نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ حدِ حرام تک جا کر لوٹ آتے اور خیال کرتے کہ ہم تو اسی مقام کے باشندے ہیں، ہمارے لئے حدودِ حرم سے باہر جانا کوئی ضروری نہیں۔ اصل وجہ یہ تھی کہ ان میں باشندگانِ مکہ ہونے کا عذرِ باطل سمایا ہوا تھا، اور اپنے آپ کو مقدس جانتے تھے۔ نیز دنیوی کاروبار کے انہماک کی وجہ سے اعمالِ حج میں مشغولیت شاق گذرتی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ حاجی لوگ حج میں مشغول رہیں اور وہ تجارت کا فائدہ اٹھائیں۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ (۲:-۱۹۹)

پھر (یہ بات بھی ضروری ہے کہ) جس جگہ (تک جاکر) دوسرے لوگ انبوہ در انبوہ لوٹتے ہیں تم (اہلِ مکہ) بھی وہیں سے لوٹو اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو۔

یعنی ایسا نہ کرو، جیسا کہ جاہلیت کے ایام میں کیا کرتے تھے کہ صرف حدودِ حرم تک جا کر لوٹ آیا کرتے تھے، باہر کے حاجیوں کی طرح عرفات تک نہ جایا کرتے تھے۔

دے دی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی روحانی ہدایت کے ایک اُمّی مرکز و سرچشمہ کی بھی اشد ضرورت تھی۔ قدرتی طور پر ایسا مرکز سوائے کعبہ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے تحویل قبلہ نے اسکی مرکزیت کا اعلان کر دیا۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (۲:۱۴۴)	چاہیئے کہ تم اپنا رخ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو۔

قبلہ کے تقرر میں بھی یہی حقیقت پوشیدہ تھی جب تک بنی اسرائیل کا دور ہدایت قائم، مرکز ہدایت بیت المقدس تھا، عبادت کے وقت بھی اسی کی طرف رخ رہتا تھا، لیکن جب دعوت حق کا مرکز مکّہ کا معبد قرار پا گیا تو ضروری ہوا کہ وہی قبلہ بھی قرار پا جائے اور اقوام عالم کے رخ بھی اسی طرف پھر جائیں۔

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ (۲-۱۴۴)	جہاں کہیں بھی تم اور تمہارے ساتھی ہوں، ضروری ہے کہ (نماز میں) اسی طرف کو پھر جایا کرو۔ (یعنی خانہ کعبہ کیطرف)

بنیادی اغراض و مقاصد کعبہ۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عبادت گاہ مکہ کی بنیاد رکھی تھی تو ان کے پیش نظر اس کے کیا کیا اغراض و مقاصد تھے، اور پھر وحی الہی نے کس راستہ پر گامزن ہونے کی تلقین کی۔

لئے پیروان دعوت قرآنی کو چن لیا گیا ہے اس لئے ضروری تھا کہ پہلے دعوت قرآن کے ظہور کی معنوی تاریخ بیان کر دی جاتی۔ حضرت ابراہیمؑ نے دین کی جو راہ اختیار کی تھی، وہ صرف خدا پر ایمان لانے اور اس کے قانون سعادت کی فرماں برداری کرنے کی فطری اور عالمگیر سچائی تھی۔ قرآن بھی یہی دعوت دیتا ہے۔ یہی دین الٰہی ہے اور اسی لئے دین الٰہی کو "الاسلام" سے تعبیر کیا گیا۔ جس کے معنی اطاعت و گردن نہادن کے ہیں۔ یعنی ہر طرح کی نسبتوں سے کنارہ کش ہو کر صرف اطاعت حق اور خدائے واحد کی اطاعت کی دعوت دینا۔ کون ہے ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ سے روگردانی اختیار کر سکتا ہے؟

نیک ترین امت اور مرکز ہدایت ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اقوام عالم کی امامت اور پیشوائیت کے لئے چن لیا گیا تھا، انھوں نے مکہ میں عبادتگاہ تعمیر کی اور امت مسلمہ کے ظہور کے لئے الہامی دعا مانگی، مشیئت الٰہی میں اس امت کے ظہور کا ایک خاص وقت متعین تھا۔ جب وہ وقت آگیا تو پیغمبر اسلام کا ظہور ہوا، اور ان کی تعلیم و تزکیہ سے موعودہ امت پیدا ہو گئی۔ اس امت کو نیک ترین امت ہونے کا نصب العین عطا کیا گیا اور اقوام عالم کی تعلیم و ہدایت کی دائمی تفویض اُن کے ہاتھ میں

(۴) جو لوگ اس موقع پر جمع ہوں وہ خدا کے نام پر جانوروں کی قربانیاں کریں۔ اور محتاجوں کے لئے غذا کا سروسامان بہم پہنچائیں۔

کعبۃ اللہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی مشترکہ عبادتگاہ ہے۔

یہ عبادت گاہ صرف قریش مکہ کے لئے نہ بنائی گئی تھی۔ اور نہ ہی اُن کو یہ حق تھا کہ اس کے مالک بن بیٹھیں۔ جسے چاہیں آنے دیں جسے چاہیں روک دیں۔ بلکہ بلا امتیاز یہ سب کے لئے بنی۔ خواہ وہ مکہ کے رہنے والے ہوں خواہ دوسرے ملکوں کے باشندے۔

یہ اسی بات کا نتیجہ ہے کہ لوگ دُور دُور سے آنے لگے، اپنے ساتھ قربانی کے جانور لانے لگے۔ خصوصاً قربانی کے اونٹ، جو صحرا، و جبال طے کر کے حرم کعبہ میں پہنچائے جاتے ہیں۔ اور لوگ اُنھیں اس عید کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی متصور کرتے ہیں۔ اب اگر قریش مکہ کا یہ اختیار تسلیم کر لیا جاتا کہ جسے چاہیں آنے دیں اور جسے چاہیں روک دیں، تو پھر کعبہ، کعبہ رہتا اور نہ حج، حج۔

حقیقتِ قربانی۔ قربانی کی حقیقت یہ ہے کہ اس کا گوشت خود بھی کھاؤ اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔

فَكُلُوا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ الْمُعْتَرَّ (۲۲-۳۶)	(اُن کے گوشت میں سے خود بھی کھاؤ اور زائروں کو بھی کھلاؤ)

قربانی سے مقصود جانور ذبح کر کے خون بہانا نہیں ہے۔ جیسا کہ

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَکَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِکْ بِیْ شَیْئًا وَّطَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْقَآئِمِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ (۲۲:۲۶)	اور وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے ابراہیم کیلئے خانہ کعبہ کی جگہ مقرر کردی (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک کرو اور میرا یہ گھر ان لوگوں کیلئے پاک رکھ جو طواف کرنیوالے ہوں، عبادت میں سرگرم رہنے والے ہوں رکوع و سجود میں جھکنے والے ہوں۔

اور پھر جب فرضیت حج کا اعلان عام کیا گیا تو اس کے بنیادی اعمال و مقاصد کیا کیا تھے اور پھر وحی الہیٰ نے کس طرح ان کی راہنمائی فرمائی تھی۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ (۲۲:۲۷)	اور حکم دیا تھا کہ) لوگوں میں حج کا اعلان پکار دے لوگ تیرے پاس دنیا کی تمام دور دراز راہوں سے آیا کریں گے، پا پیادہ اور ہر طرح کی سواریوں پر، جو (مشقت سفر سے) تھکی ماندی ہوں گی۔

خلاصۂ مطلب ۔ ان سب باتوں کا خلاصۂ مطلب یہ ہے۔

(۱) توحید الہیٰ کا عقیدہ لوگوں میں پیدا کیا جائے۔

(۲) عبادت گزاران حق کے لئے معبد کی تطہیر کی جائے۔

(۳) اجتماع حج کا اہتمام کیا جائے۔ تاکہ اسکے گوناگوں منافع و فوائد سے لوگ مستفید و شادکام ہوں۔ اور مقررہ ایام میں ذکر الہیٰ کا ولولہ بلند ہوتا رہے۔

بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ حقیقت میں اس کا مقصد لوگوں کیلئے سامانِ غذا مہیا کرنا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن میں اس بات کو صاف صاف بیان فرما دیا گیا ہے

لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (۲۲-۳۷)

یاد رکھو، اللہ تک اُن قربانیوں کا نہ تو گوشت پہنچتا ہے نہ خون۔ اُسکے حضور جو کچھ پہنچ سکتا ہے وہ صرف تمہارا تقویٰ ہے۔

یعنی محض تمہارے دل کی نیکی ہے جو مقبولِ بارگاہِ الہیٰ ہے۔ اور یہ جو بُت پرست اقوام میں قربانی کی رسم اس طرح چلی آتی ہے کہ خیال کیا جاتا ہے کہ انسانوں کی طرح دیوتاؤں کو بھی چڑھاووں کی ضرورت ہے اور جانوروں کا خون بہانا، اُن کے غضب قہر کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ نہ تو چڑھاوا ہی خدا تک پہنچ سکتا ہے، اور نہ ہی وہ خون بہانے کا شائق ہے، وہ طہارتِ قلبی کو پسند فرماتا ہے۔ فقط

ابوالکلام

